امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 7 ستمبر 2018ء بمطابق محرم الحرام 1440ھ شمارہ 7

صلح اور جنگ بندی کے نام پر نئی امریکی کوششوں کا مقصد؟

عرب و عجم کی آنکھوں کا تارا

نئے امریکی کمانڈر اور تازہ فتوحات

ٹرمپ کی اقتصادی جنگ!

میری لڑائی کا مقصد؟

بہادر حقانی کے قابل فخر کارنامے

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ غُفِرَ لامرة مُومِسةٍ مرت بکلب علیٰ رأس رَکِیٍّ یلهثُ کادیقتله العطش فنزعَتْ خُفَّها فاَوْثَقَتْه بخمارها فنزعَتْ له من الماء فَغُفِرَلها بذالک قیل اِنَّ لنا فی البهائم اجراً؟ قال فی کل ذات کبد رَطْبَةٍ اجر ۔[رواه البخاری ومسلم]

ترجمہ : سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بد چلن عورت اس عمل پر بخش دی گئی کہ وہ ایک کنویں کے پاس سے گزری اور اس نے دیکھا کہ ایک کتا زبان نکالے ہوئے [اور اس کی حالت ایسی ہے کہ] گویا وہ پیاس سے مر ہی جائے گا [اس عورت کے دل میں ترس آیا، وہاں پانی نکالنے کے لئے رسی ڈول کچھ موجود نہیں تھا] اس نے اپنا چمڑے کا موزہ پاؤں سے نکالا اور [کسی طرح اس کو] اپنی اوڑھنی سے باندھا اور [محنت مشقت کرکے] اسی کے ذریعہ کنویں سے پانی نکال کر اس کو پلایا، وہ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے بخش دی گئی۔ کسی نے عرض کیا : یارسول اللہ ﷺ ! کیا جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ثواب ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہر حساس جانور [جو کو بھوک پیاس کی تکلیف ہوتی ہو] اس کو کھلانے پلانے میں اجروثواب ہے۔

فرمان امیرالمومنین شیخ الحدیث هبة الله اخندزاده حفظه الله

اگر امریکی حکام افغان تنازع کے پرامن حل پر یقین رکھتے ہیں تو انہیں براہ راست مذاکرات کی میز پر آنا چاہیے۔ تاکہ جارحیت کے اس المیے کو ختم کیا جاسکے، جس کا بڑا نقصان افغان اور امریکی عوام کو پہنچ رہا ہے۔

امریکی حکام کی بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں طاقت کا استعمال عمل میں لاتے ہیں۔ جب کہ ہر جگہ طاقت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں بطور ایک مسلمان یہ حق حاصل ہے کہ ہر ممکن جائز طریقے سے غاصبوں کو اپنے ملک سے نکال کر دم لیں۔ اگر کل برطانوی استعمار اور سوویت یونین کے خلاف ہمارا جہاد جائز اور برحق تھا تو آج امریکی قبضے کے خلاف بھی ہمارا جہاد ویسے ہی جائز اور برحق ہے۔ اس بات کی کوئی تک نہیں ہے کہ کل کی بیرونی جارحیت کو ناجائز اور آج کی جارحیت کو تسلیم کرلیا جائے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹/ ستمبر ۲۰۱۸/ شمارہ ۷

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارت: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’ماہنامہ شریعت‘ امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی ’میڈیا و ثقافتی کمیشن‘ کی جانب سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

صلح کے نام پر نئی امریکی کوششوں کا مقصد	2
حقانی صاحب؛ ایک شخصیت ایک تاریخ	3
صوبہ لغمان کے گورنر کا انٹرویو	6
نئے امریکی کمانڈر اور تازہ فتوحات	8
غور اور بادغیس کا آنکھوں دیکھا حال	10
حملہ آوروں کی شکست کی بازگشت	11
عرب و عجم کی آنکھوں کا تارا	12
امریکا کی ناکام پالیسی اور کابل	13
بی بی سی کے اسلام دشمن ہتھکنڈے	14
حقانی صاحب کی بہترین زندگی	16
امریکی پسپائی	18
موجودہ زمانے کا بڑا فتنہ!	19
مخلص رہنما کی نشانی	21
کابل وزراء کے استعفا	22
حقانی صاحب، ایک تاریخ	23
جنرل نکولسن کے ادھورے خواب	25
جہاد یا افغان خانہ جنگی؟	26
وہ تا موت حق پر قائم رہے	27
ٹرمپ کی اقتصادی جنگ!	29
نئے جنگجو ٹولے کی تشکیل	30
حقانی صاحب مشعل راہ ہیں	32
جہاد کے معمار بچھڑ گئے	33
والد، بیٹے کی نظر میں	34
میری لڑائی کا مقصد؟	35
دوستم کی ملک بدری اور واپسی!	36
روس و امریکا کے خلاف حقانی خاندان	37
کابل انتظامیہ کی آخری ہچکیاں	38
بہادر حقانی کے قابل فخر کارنامے	39
جنگ جرائم (جولائی)	40
افغانستان ستمبر 2018 میں	42

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

صلح اور جنگ بندی کے نام پر نئی امریکی کوششوں کا مقصد؟

مذاکرات کے ذریعے افغانستان کے مسئلہ کو حل کرنے کی باتیں ایک بار پھر زور وشور سے جاری ہیں،اور امریکہ دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش میں ہے کہ گویا وہ یہاں جنگ بندی اور مسئلہ کا ایک واقعی سیاسی حل چاہتا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ دنیا کی کسی بھی مادی طاقت سے نہیں ڈرتا اور دنیا بھر میں خود کو ہی ہر لحاظ سے سب سے برتر سمجھتا ہے اور ہر وہ قوت جو امریکہ سے برابری یا آگے بڑھنے کی کوشش کرے امریکہ اسے امن عالم کے لئے خطرہ قرار دے کر مختلف طریقوں سے اس کی ترقی کو روکتا ہے اور ضرورت پڑنے پر اس کے خلاف عسکری کارروائی کرنا اپنا حق اور ذمہ داری سمجھتا ہے۔

بات صرف امریکہ کے سمجھنے کی نہیں بلکہ واقعتا اسباب کی دنیا میں امریکہ ایک بڑی قوت کا حامل ملک ہے،دنیا کی کوئی بھی عسکری قوت امریکہ کے مقابل میدان میں اترنے کے لئے تیار نہیں اور نہ ہی کوئی قوت اس کے منصوبوں کو روکنے یا رکاوٹ ڈالنے کی جرأت کر سکتی ہے۔اگر کوئی ہے تو وہ صرف مجاہدین ہیں جو سرزمین افغانستان پر ان سے جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں اور تب تک جاری رکھنے کا عزم رکھتے ہیں جب تک انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کر کے واپس امریکہ بھاگنے پر مجبور نہ کریں۔

وسائل کے لحاظ سے انتہائی کمزور افغانوں کے ساتھ ۱۷ برس تک جنگ میں مبتلا رہنا اور بڑے بڑے جانی ومالی نقصانات سے دوچار ہونا امریکہ کی حیثیت کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے جسے امریکہ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔لیکن شکست تسلیم کرنا اور شکست کھا کر افغانستان سے نکل جانے کے لئے امریکہ آسانی سے تیار نہیں ہوگا اور طبعی طور پر اس ذلت آمیز شکست سے بچاؤ کے لئے اپنی پوری قوت بروئے کار لائے گا اور امید کی آخری کرن تک اپنی کوششیں جاری رکھے گا۔

آج امریکہ نے مذاکرات کی باتوں کو ہوا دے رکھی ہے اور اس کے لئے زلمی خلیل زاد جیسے ماہر،تجربہ کار اور افغانوں کے تہذیب وثقافت سے باخبر اور خطے کے ماہر امور کی خدمات حاصل کر لی ہیں،پڑوسی اور خطے کے دیگر ممالک پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ امارت اسلامیہ کو صلح کے لئے راضی کر لیں،تو اس کا مقصد افغانستان میں امن وامان کی فضا قائم کرنا نہیں بلکہ خود کو ذلیل ورسوا ہو کر افغانستان چھوڑ کر جانے سے بچانے کی ناکام کوششیں ہیں۔حقیقت یہی ہے کہ امریکہ ایک مکار اور فریبی دشمن ہے،ہمیں ان ۱۷ برسوں میں اس کا بڑا تجربہ ہوا اور ہم نے اسے بہت اچھی طرح سے پہچان لیا ہے،امریکہ جو چہرہ دنیا کو دکھا رہا ہے پردے کے پیچھے سے وہ اس سے یکسر مختلف ہے۔

اب امریکہ نے صلح کے نام پر جو کوششیں شروع کی ہیں جس کا تذکرہ ہم اوپر کر چکے ہیں اور امریکہ کی سیاسی اور عسکری قیادت یہ بات بڑے زور سے کرتی ہے کہ افغانستان کا مسئلہ صرف سیاسی طور پر ہی حل ہو سکتا ہے تو اس سے امریکہ دنیا کو یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ گویا امریکہ واقعی افغانستان میں جنگ بندی کا خواہاں ہے اور مذاکرات کے ذریعے مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے۔حالانکہ بات ایسی نہیں،پس پردہ امریکہ کے عزائم بڑے خطرناک ہیں،امریکہ امن وصلح کے لئے عملی طور پر ایک قدم بھی نہیں اٹھاتا بلکہ مظلوم افغانوں پر ظلم وستم پہلے سے بھی زیادہ کر رہا ہے۔

CPAG نامی مشہور ادارے کی جانب سے جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس ماہ ستمبر میں افغانستان کے ۲۰ صوبوں میں عورتوں اور بچوں سمیت ۲۴۰ افراد شہید جبکہ ۳۵۰ زخمی ہو گئے ہیں۔رپورٹ میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ شہریوں کی ہلاکت کابل ادارے اور بیرونی قوتوں کی کارروائیوں اور بمباری کے نتیجے میں ہوئی ہے جو ایک قابل فکر بات ہے۔یاد رہے کہ اسی ادارے کی ماہ اگست کی رپورٹ میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تعداد ۵۸۷ بتائی گئی تھی جن میں ۲۶۱ ہلاک جبکہ باقی زخمی ہوئے تھے۔شائد مرنے اور زخمی ہونے والوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو لیکن اگر یہی تعداد بھی لی جائے تو یہ بھی کوئی کم تعداد نہیں۔تو امریکہ اور اس کی کٹھ پتلی جب ایک ماہ کے اندر ہمارے ۸،۸ سو لوگوں کو ہلاک اور زخمی کرتے ہیں تو کیا ہم پھر بھی ان کو صلح کے لئے پرخلوص سمجھ سکتے ہیں؟

اہم بات یہ ہے کہ باوجود اس کے افغانوں پر مسلط کئے گئے جنگ کا اصل ذمہ دار اور فریق امریکہ ہے لیکن وہ خود امارت اسلامیہ کے ساتھ بات کرنے کو تیار نہیں بلکہ اپنی کٹھ پتلی ادارے کو آگے کر دیتا ہے جس کا مقصد ٹائم پاس کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

افغانستان میں جاری جنگ کسی دو ملکوں کے بیچ سرحد یا کسی جزیرے کی ملکیت پر نہیں بلکہ ہمارا سچا اسلامی نظام ختم اور ہمارے ملک پر قبضہ جما لیا گیا ہے اور ہم اپنے ملک اور دین کی حفاظت اور دفاع کی خاطر لڑ رہے ہیں ،اگر امریکہ واقعی مسئلہ کا حل چاہتا ہے تو کانفرنسز،دباؤ اور مطالبات کی کوئی ضرورت نہیں بس امریکہ افغانستان پر سے اپنا ناجائز قبضہ ہٹا لے،اپنی فوجوں کو واپس بلائے تو اسی وقت صلح ہو جائے گی اور جنگ بندی بھی۔

جب طالبان پہلے سے امن وعدالت سے بھرپور ایک مثالی حکومت اس طرز پر چلا سکتے تھے کہ دنیا بھر کے ممالک سے اچھے تعلقات کے خواہاں تھے،کسی کو ان سے تکلیف نہ تھی،اور اب جبکہ دنیا کی سپر پاور طاقت کے خلاف ۱۷ برس تک میدان جنگ میں رہنے کے ساتھ ساتھ ملک کے نصف سے زیادہ حصے پر کامیاب حکومت کر رہے ہیں تو بیرونی قابضین کے چلے جانے کے بعد بھی وطن عزیز میں امن وخوشحالی سے بھرپور نظام حکومت نافذ کر سکتے ہیں۔بس امریکہ یہاں سے چلا جائے

مذاکرات کے ان نئے شوشوں،کانفرنسز اور اس کے لئے خصوصی نمائندہ کی تقرری اور ساری تگ ودو کا واحد مقصد امریکہ کے خلاف جاری اس مقدس اور کامیاب جہاد کو کسی طرح کمزور کرنا ہے۔اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مزید منصوبے بنانا ہے۔امریکہ اسلامی دنیا کے مختلف ممالک میں کانفرنسز منعقد کراتا ہے تاکہ اس میں علماء کے نام سے بلائے جانے والوں کے منہ سے جاری جہاد کے خلاف کوئی بات اگلوا سکے۔

امریکہ صلح کے بارے میں خود کو زیادہ متحرک اور فعال باور کرانے کے لئے افغان قوم اور مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنا چاہتا ہے کہ گویا ہم تو افغانستان میں امن وامان چاہتے ہیں لیکن طالبان ہیں کہ اس میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور صلح کی بجائے جنگ کو ترجیح دے رہے ہیں۔اس طرح سے امریکہ طالبان کو بدنام کرنے اور طالبان کے ساتھ افغان قوم کی حمایت ختم کرنا چاہتا ہے۔لیکن ہمیں اطمینان ہے کہ تمام سمجھدار اور حق پرست علماء،افغان قوم اور مسلمان ملت امریکہ کی منافقت اور مکروفریب سے واقف ہیں وہ امریکہ کی اصلیت کو جانتے ہیں اس لئے ہمیں یقین ہے کہ ان شاءاللہ امریکہ کبھی بھی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہو پائے گا۔

حقانی صاحب؛ ایک شخصیت ایک تاریخ

شہید زوئی

مولانا جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کے اعلانِ وفات صرف یہ وضاحت کی گئی کہ 'وہ طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔ ان کی موت میں دشمن کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔' 40 برس سے دشمن کے خلاف برسرپیکار آرزوئے شہادت لے کر نہایت بہادری سے لڑنے والے امت مسلمہ کے ہیرو نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کی طرح بسترِ علالت پر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اگرچہ حقانی صاحب نے جہاد کے دونوں ادوار میں نہایت خطرناک اور مشکل حالات کا سامنا کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت ہے کہ انہیں دشمن کے ہاتھوں شہید ہونے یا حراست میں جانے سے محفوظ رکھا۔ روس کی آمد کے بعد علماء نے جہاد کا فتویٰ دیا اور ملک بھر میں جہاد شروع ہوا تو حقانی صاحب نے بھی دینی مدرسے میں درس و تدریس کی خدمت کا سلسلہ ترک کر کے جہاد کے میدان میں قدم رکھا۔ پہلے کمیونسٹوں اور پھر سوویت یونین کے خلاف ایسی بہادری اور کامیابی کے ساتھ جہاد کیا کہ انہیں بین الاقوامی سطح پر شہرت ملی۔ وہ عالمی شخصیت کے طور پر ابھرے۔ پوری دنیا ان کے نام اور کارناموں سے واقف ہو گئی۔

حقانی صاحب نے امریکا اور نیٹو اتحاد کے خلاف پہلے دن سے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں جہاد شروع کیا۔ ان کا جہاد ہمیشہ خلوص سے بھرپور، بہترین منصوبہ بندی، کامیاب حکمت عملی اور بہت سی فتوحات کا حامل رہا ہے۔ اس بار انہوں نے عالمی سطح پر شہرت پائی اور امت مسلمہ میں مقبولیت حاصل کی۔ انہوں نے پوری صلیبی قوت کو ہلا کر رکھ دیا۔ انہوں نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں موجودہ جہاد میں دشمن کے خلاف اہم کردار ادا کیا۔ کامیابیاں حاصل کیں۔ دشمن کو اتنا بوکھلا دیا کہ انہیں حقانی نیٹ ورک کے نام سے امارت اسلامیہ کے برابر ایک مستقل قوت کے طور پر تسلیم کیا۔ حقانی نیٹ ورک کا نام ان کے لیے خوف کا ایک استعارہ بن چکا ہے۔ چنانچہ حقانی صاحب نے ان دونوں قابض قوتوں کے خلاف جہاد میں براہ راست حصہ لیا۔ 40 سالہ جہاد میں اُن کی آرزو شہادت رہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بستر پر فوت ہونے والے شہادت کے سچے طلب گاروں کو اللہ کی جانب سے شہادت کے مقام پر فائز ہونے کی خوش خبری سنائی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حقانی صاحب کو بھی اس عظیم مرتبے پر فائز فرمائے۔ سچ تو یہ ہے کہ سوویت یونین اور امریکی جارحیت کے خلاف دونوں جہادی ادوار میں بہت سے دین دار، بہادر، باصلاحیت اور دلیر مجاہدین اور جہادی کمانڈروں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے جن صفات سے اللہ حقانی صاحب کو نوازا تھا، وہ شاید کسی دوسرے میں نہیں دیکھی گئیں۔ افغانستان میں جہاد شروع ہوا تو تب وہ نوجوان تھے۔ وہ نوجوانی کے دنوں میں اپنے دین، قوم اور ملک کے دفاع کے لیے ایک محب وطن رہنما کے طور پر ابھرے۔ انہوں نے ایک بڑے دینی مدرسے میں درس و تدریس کی خدمت کے بجائے ملک و قوم کی خدمت کو ترجیح دی۔ وہ اسی جذبے کے تحت سوویت یونین کے خلاف عملی میدان میں اُترے۔

چند سال پہلے میں اور ابو ظہیر صاحب نے وقت کے ممتاز شاعر، ادیب اور دار العلوم حقانیہ کے مدرس عبداللہ فانی صاحب سے حقانیہ میں ملاقات کی۔ ان کی علمی اور ادبی محفل بہت لطف خیز اور معلومات کے حوالے سے مفید رہی۔ باتوں باتوں میں حقانی صاحب کا تذکرہ بھی ہوا۔ فانی صاحب کسی کی زیادہ تعریف نہیں کرتے تھے۔ البتہ حقانی صاحب کی غیر معمولی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگے کہ وہ میرے اصول الشاشی کے استاد ہیں۔ وہ زمانہ طالب علمی میں ذہین طالب علم مشہور تھے۔ وہ بہترین استعداد کی بنیاد پر اپنے استاد مکرم حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے بہت قریب تھے۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک برصغیر کی تقسیم کے بعد دار العلوم دیوبند کا نعم البدل قرار دیا جاتا تھا۔ اس نے بہت کم وقت میں علمی میدان میں اتنی پیش رفت کی کہ علمائے کرام اس کو ثانی دیوبند کہتے تھے۔ مولانا جلال الدین حقانی بھی اسی ثانی دیوبند کے فاضل تھے۔ فراغت کے بعد مولانا عبدالحق صاحب نے انہیں اپنے مدرسے میں استاد مقرر کر لیا، جو کہ ایک اعزاز تھا۔

فانی صاحب نے بتایا کہ حقانی صاحب کی تدریس کا ایک سال مکمل ہوا تھا کہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب برپا ہونے کے بعد جہاد شروع ہوا۔ حقانی صاحب کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنے استاد مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے گزارش کی کہ ہمارے ملک میں جہاد شروع ہوا ہے۔ میں درس کی خدمات

انجام دینے کا سلسلہ مزید جاری نہیں رکھ سکتا۔ مجھے اجازت دیجیے۔ مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ نے انہیں اجازت دے دی۔ درس وتدریس کی نسبتاً آسان خدمت سے انہوں نے مشقت سے بھرپور جہادی میدان کا رخ کیا۔ جب اس میدان کا انتخاب کیا تو پھر واپس نہیں آئے۔ مرتے دم تک اس مقدس فریضے کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ ان کے اولوالعزمی، دین سے وفاداری، اپنی سرزمین اور قوم کے ساتھ محبت کا برملا اظہار ہے۔ حقانی صاحب نے جہاد کے لیے درس کو قربان کیا، مگر علم کے ساتھ اپنا تعلق برقرار رکھا۔ جہاد کے ساتھ علوم اور فنون کا مطالعہ بھی جاری رکھا۔ جس کی بدولت ان کی جہادی زندگی شریعت کے اصولوں کے مطابق رہی۔

میں نے تصوف کے بارے میں ہندوستانی علماء کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا۔ ان کی اصلاحی تعلیمات سُنی تھیں۔ البتہ اپنے ملک میں تصوف کو صرف ذکر واذکار کی حد تک دیکھا تھا۔ افغانستان میں تصوف کے موضوع پر کوئی اچھی کتاب نہیں دیکھی تھی۔ اگر کوئی کتاب ہے بھی تو اس میں تصوف سے تشدد زیادہ ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ افغانستان میں لوگ تصوف کے بارے میں صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ ایک بہترین چیز ہے، جو اللہ تعالی کے ذکر کی کثرت کا باعث ہے۔ باقی لوگ تصوف کی حقیقت سے لاعلم ہوں گے۔ جب کہ مدرسہ قاسمیہ میں افغانستان کے صدیقی صاحب نامی جید عالمِ دین کا تصوف بارے ایک فاضلانہ خطاب سنا تو سمجھ گیا کہ میں نے پہلے جو رائے قائم تھی، وہ غلط تھی۔ افغان علماء تصوف کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔

اسی طرح پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ سوویت یونین کے خلاف برسرپیکار جہادی کمانڈروں میں جو علماء شامل ہیں، وہ سب کچھ بھول گئے ہوں گے۔ ان میں بہترین علمی صلاحیت کے حامل افراد نہیں ہوں گے۔ ایک بار پشاور میں مدرسہ امدادالعلوم میں حقانی صاحب کا عالمانہ خطاب سنا تو معلوم ہوا کہ کمانڈروں میں بھی باصلاحیت افراد موجود ہیں۔ اس مدرسے میں ختم بخاری کی تقریب جاری تھی، جس میں شیخ حسن جان شہید رحمہ اللہ سمیت دیگر جید علمائے کرام موجود تھے۔ حقانی صاحب نے علم کی فضیلت، مقام، ضرورت اور علم پر عمل کی ضرورت کے بارے جامع خطاب کیا۔ جس نے وہاں موجود تمام شیوخ کو وطیرۂ حیرت میں ڈال دیا۔

اگرچہ انہوں نے مدرسے کے درس کا سلسلہ چھوڑ کر جہادی میدان میں قدم رکھا تھا، لیکن دینی علوم اور کتابوں کا مطالعہ نہیں چھوڑا۔ وہ پہاڑوں میں بھی مطالعہ کرتے تھے۔ ان کے دل میں علم کا بڑا مقام تھا۔ جہادی خدمت کے ساتھ علم کی خدمت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ اس سلسلے میں میران شاہ میں منبع العلوم کے نام سے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی، جس میں ایک ہزار سے زیادہ طالب علم پڑھتے تھے۔ ڈاکٹر شیر علی شاہ اور شیخ عبدالحق کوہستانی رحمہما اللہ جیسے بڑے علمائے کرام تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔ حقانی صاحب اطلاعات اور ثقافت کی اہمیت سمجھتے تھے۔ اپنے بڑے رہنما مولوی محمد یونس خالص رحمہ اللہ کی طرح ثقافتی امور سے دل چسپی رکھتے تھے۔ اس لیے ایک مستقل اخبار اور میگزین کا اجراء کیا گیا۔ تب امت مسلمہ کی حالت زار سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو باخبر رکھنے کے لیے جہادی کارروائیوں کی ویڈیوز دنیا بھر میں ان پھیلاتے تھے۔

انہوں نے اگرچہ سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دوران بین الاقوامی شہرت حاصل کی تھی اور ان کی حیثیت ایک جہادی لیڈر سے کم نہیں تھی۔ جب بہادر عرب مسلمانوں کو ان کی شجاعت کا پتا چلا تو انہوں نے اِن کے ساتھ براہ راست مالی تعاون شروع کر دیا۔ حقانی صاحب نے کبھی غرور نہیں کیا۔ مولوی محمد یونس خالص کے ساتھ وفاداری نبھاتے ہوئے انہیں اپنا قائد تسلیم کیا اور آخر وقت تک ان کا ساتھ دیا۔ جب طالبان نمودار ہوئے تو بھی حقانی صاحب نے غرور کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اپنی عظمت اور بلند مقام کو حق اور صداقت کے لیے قربان کر دیا۔ وہ ایک بار پھر ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کر کے آخر تک ان کے ساتھ رہے۔ شریعت کے مطابق ان کی مکمل اطاعت کی اور ان کا مشن جاری رکھا۔ بیعت برقرار رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وفاداری برقرار رکھنے کے لیے بہت مشکلات اور چیلنجز بھی پیش آئے۔ بہت کم وسائل اور ہتھیاروں کے ساتھ امریکا کا مقابلہ کیا۔ اس معرکے میں ہر لمحے ان کی شہادت یا گرفتاری کا خوف موجود تھا۔ اس لیے دشمن کا مقابلہ کرنے اور عام پبلک سے خود کو روپوش کرنے ضرورت تھی۔ دشمنوں کے شر سے خاندان کے تحفظ کی فکر بھی لاحق تھی۔ نامساعد حالات اور مشکل ماحول میں ساری دنیا کی جانب سے دشمنی کی فضا قائم تھی۔ بیعت توڑنے اور دشمن کے خلاف جہاد ترک کرنے کی صورت میں پرتعیش زندگی کی پیش کش بھی کی گئی۔ حقانی صاحب کی اولوالعزمی کو سلام ہے، جو نہایت مشکل حالات میں اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔

دنیا نے یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی تھی کہ حقانی صاحب امارت اسلامیہ سے علیحدہ حقانی نیٹ ورک جیسے گروپ کے سربراہ ہیں۔ مگر انہوں نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد مرتے دم تک اس جہاد میں خود کو ایک عام سپاہی کے طور پر پیش کیا۔ اس کو اپنی نجات اور اور آخرت میں سُرخ رُو ہونے کا ذریعہ سمجھا۔ اس لیے ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد انہوں نے بلاتاخیر ملا اختر محمد منصور شہید اور ان کی شہادت کے بعد شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سوویت یونین کے خلاف جہاد کے وقت بہت سے چھوٹے کمانڈروں کو سب لوگ جانتے ہیں، جو اپنے صوبوں، کابل اور باہر ممالک میں عالی شان اور مہنگے گھروں کے مالک ہیں۔ تاہم حقانی صاحب ایک بڑے اور مشہور کمانڈر

تھے۔ عرب مسلمانوں نے ان کے ساتھ براہ راست مالی تعاون کیا۔ انہوں نے اس رقم کو ذاتی دولت سمجھنے کے بجائے نہایت محتاط انداز میں استعمال کیا۔ انہوں نے بینک بیلنس بڑھانے پر توجہ دی اور نہ ہی جائیداد بنانے پر دھیان دیا۔ اس لیے خوست میں ان کا گھر ہے اور نہ کابل میں کوئی مکان ہے۔ یہ ان کے تقوی کی واضح دلیل ہے، جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔

حقانی صاحب نے دنیا دیکھی تھی۔ وہ دنیا کی جدید یونی ورسٹیوں سے آگاہ تھے۔ اگر وہ چاہتے تھے تو دنیا وہاں اپنے بچوں کو داخل کراتے۔ مگر ان کا کمال یہ تھا کہ دنیا کی روشنی اور رنگینی انہیں متاثر نہیں کر سکی۔ انہوں نے دینی علوم کو ترجیح دیں۔ انہوں نے جو راستہ منتخب کیا تھا، وہ اس پر خوش تھے۔ اسی لیے اپنی اولاد کو بھی اس کا راہی بنایا۔ اللہ تعالی نے ان کے بیٹوں کو دین کی خدمت کے لیے قبول کیا۔ اب ان کے صاحب زادے خلیفہ صاحب امارت اسلامیہ کے مرکزی نائب کے منصب پر فائز ہیں۔

استعماری قوتوں کے خلاف مسلح جہاد میں شہادت نہایت بلند اعزاز ہے۔ ان کے چار صاحب زادوں عمر حقانی، محمد حقانی، بدرالدین حقانی اور نصیرالدین حقانی نے دین پر اپنی جانیں نچھاور کیں۔ انس حقانی دشمن کی جیل میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ یہ سب صرف دین اور مسلمانوں کے لیے ہے۔ یہ حقانی صاحب کے خاندان کے لیے باعث فخر اور آخرت کے لیے بڑا تحفہ ہے۔ اگر دشمن سمجھتا ہے کہ ہمارے مقابلے میں اس کی جنگ مبنی بر حق ہے تو اس کی صف میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی فوجی یا سیاسی کمانڈر نے اپنے لخت جگر کو ہمارے مقابلے کے لیے پیش کیا ہو۔ کیوں کہ ملکی اور غیر ملکی دشمن کی قربانی مادیت کے حصول تک محدود ہے۔ مادہ پرست لوگ قربانی کے احساس سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لیے کامیابی بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس حقانی صاحب جیسے بہت مشہور کمانڈر گزرے ہیں، انہوں نے شرعی احکامات اور جہادی اہداف کے ساتھ آخر تک وفاداری نہیں نبھائی۔ انہوں نے ظاہری مفادات اور ملکی اداروں میں اہم عہدوں کے حصول کے لیے سب کچھ قربان کر دیا۔ اپنے بچوں کو جہادی میدان اور مدارس سے دور رکھا۔ جس کی وجہ سے آج وہ اپنے بچوں کی حرکتوں سے شرم سار ہیں۔

حقانی صاحب نے اللہ کی رضا کے لیے جہاد کیا۔ عہدوں اور دنیاوی مفادات کے شوق اور لالچ کے بغیر اسلام کی سربلندی کے لیے قربانیاں دیں۔ اس لیے اللہ تعالی نے بھی ان پر فضل وکرم کیا۔ انہیں خانہ جنگی اور باہمی لڑائیوں کے دوران شر اور فتنوں سے دور رکھا۔ قارئین کے علم میں ہو گا کہ سابقہ جہاد کے دوران بھی صوبہ خوست تب فتح ہوا تھا کہ کابل میں ڈاکٹر نجیب کی حکومت تھی۔ سب لوگ جانتے ہیں صوبہ خوست کے فاتح حقانی صاحب تھے۔ خوست کی فتح کی رات دیگر علاقوں سے حزب اسلامی کے مجاہدین بھی اس معرکے میں شرکت کے لیے امڈ آئے تو حقانی صاحب نے انہیں منع نہیں کیا۔ ان کو بھی اس فاتحانہ معرکے میں شریک کر کے اختلاف کو دفع کیا۔ پھر حزب اسلامی کے مطالبے پر خوست اس کے حوالے کر دیا، جو ان کی وسعت نظری کی دلیل ہے۔ حقانی صاحب کو عرب دنیا میں سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل تھی۔ جہاد کے دوران بھی بہت سے عرب مجاہدین ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا احترام کرتے تھے۔ آفرین حقانی صاحب پر کہ شہرت، مقبولیت اور پروٹوکول نے ان کے عزم کو متزلزل کیا اور نہ ہی ان کے مقدس مشن پر کوئی منفی اثر کیا۔ نظریاتی، فکری اور عملی لحاظ سے تشدد کا شکار ہوئے اور نہ ہی شریعت کے مزاج کے مخالف ہوئے۔ انہوں نے شرعی اصولوں کے مطابق زندگی گزاری۔ دل چسپ امر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حقانی صاحب کا یہ بلند جہادی اور علمی مقام پوری دنیا پر واضح کر دیا۔ دنیا بھر میں ان کے عقیدت مند موجود ہیں۔

افغانستان فتح کرنے کے بعد ایک بار حقانی صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی تشریف لائے، جہاں اساتذہ، شیوخ اور ذمہ داروں نے جس ولولے اور جوش سے ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ جس عقیدت اور محبت کا اظہار کیا، وہاں موجود تمام افغان طالب علموں کی آنکھوں سے خوشی سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اگلے روز ہمارے ایک استاد مولانا افتخار احمد اعظمی صاحب نے بتایا کہ صدر ضیاء الحق نے بھی دارالعلوم کراچی کا دورہ کیا ہے، لیکن حقانی صاحب کے مقابلے میں ان کا آدھا استقبال بھی نہیں ہوا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہماری خواتین بھی عظیم مجاہد کی ایک جھلک دیکھنے کی خواہش مند تھیں۔ جب جامعہ میں اساتذہ کے گھروں کے سامنے سے حقانی صاحب گزر رہے تھے تو ہماری خواتین گھروں کے اندر دروازوں کے سوراخ سے چھپ کر دیکھ رہی تھیں۔ اللہ تعالی نے حقانی صاحب کو جو مقام دیا تھا، مجھ جیسے کمزور شخص کا کمزور قلم ان کے حق کا دسواں حصہ بھی احاطۂ تحریر میں نہیں لا سکتا۔ اِن چند سطور پر امید رکھتا ہوں کہ راقم بھی ان کے چاہنے والوں کے قافلے میں شمار ہو جائے گا۔ اللہ تعالی انہیں اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل کر کے جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ ان کی جہادی خدمات قبول فرمائے۔ ان کے پسماندگان اور پیروکاروں کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

ادارہ

صوبہ لغمان کے گورنر کا انٹرویو

سوال:

محترم گورنر صاحب! سب سے پہلے صوبہ لغمان کی مجموعی جہادی اور سکیورٹی صورتِ حال بارے آگاہ فرمائیں کہ لغمان کے کن اضلاع میں امارت اسلامیہ کا اثر و رسوخ ہے اور کون سے علاقوں میں کابل انتظامیہ کی رِٹ قائم ہے؟

جواب:

اللہ تعالی کی مدد سے صوبہ لغمان کے 80 فیصد رقبے پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ دشمن کے زیر کنٹرول 20 فیصد علاقوں کے محض ضلعی مراکز میں صرف ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر اس کا قبضہ ہے۔ تاہم مجاہدین مرکزی شاہراہوں اور اضلاع کے مراکز میں بھی دشمن پر وقتاً فوقتاً حملے کرتے رہتے ہیں۔ اس حوالے سے مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ لغمان میں اللہ کے فضل سے مجاہدین کے حوصلے بہت بلند ہیں۔ دشمن کا مورال بہت کمزور ہے۔ حتی کہ دشمن اپنے ٹینکوں اور جنگی آلات کی حفاظت کے لیے گورنر ہاؤس لے جاتا ہے۔

سوال:

وقتاً فوقتاً ایسی خبریں آتی ہیں کہ قابض اور اجرتی فوج کی جانب سے فوجی آپریشن کی آڑ میں عام شہریوں اور آبادی کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ چھاپوں اور فضائی حملوں میں نہتے شہریوں پر ظلم کیا جاتا ہے۔ قیمتی اشیاء لوٹ لی جاتی ہیں۔ گھر مسمار کر دیے جاتے ہیں۔ ان واقعات بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ دشمن کا ایسی کارروائیوں سے کیا مقصد ہے؟

جواب:

دشمن شہری آبادی پر چھاپے مارتا ہے۔ فضائی حملے کرتا ہے۔ اُسے جن گھروں پر شک ہوتا ہے کہ یہاں مجاہدین ہیں تو وہ ان گھروں کو جلا اور مسمار کر دیتا ہے۔ لغمان کے ضلع علی نگار میں دشمن نے بہت ظلم کیا ہے۔ اس سے شہری بہت متاثر ہوئے اور عوام کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان پہنچا۔ دشمن کی یہ عادت ہے جب اُسے شکست کا سامنا ہو تو وہ اس کا بدلہ مظلوم شہریوں سے لیتا ہے۔ تاکہ عوام مجاہدین کی حمایت ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ البتہ دشمن کی یہ آرزو کبھی پوری نہیں ہوگی۔ افغانستان کے عوام بہت دلیر اور حریت پسند ہیں۔ وہ کبھی بھی مجاہدین کے ساتھ تعاون اور تعلق ختم نہیں کریں گے۔ البتہ دشمن کی درندگی کے بعد تعاون کا سلسلہ مزید تیز ہو جاتا ہے۔ ظلم اور سربریت حملہ آوروں کی شکست کی علامت ہے۔ ان مظالم سے دشمن کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ان شاءاللہ

سوال:

کیا آپ کے پاس ایسے ثبوت اور ٹھوس شواہد ہیں کہ جن کے مطابق داعش کی پیدائش و پرورش میں امریکی فوج اور کابل انتظامیہ کا عمل دخل ہے؟

جواب:

جب ہم نے لغمان میں داعش کے خلاف آپریشن شروع کیا تو اسی روز اُس کی مدد کے لیے امریکی ڈرون اور بی 52 طیارے پہنچ گئے۔ انہوں نے مجاہدین پر دو بار حملے کیے، جس سے چار مجاہدین شہید ہوگئے۔ اس تمام صورت حال کا عوام نے بھی مشاہدہ کیا کہ امریکی فوج نے داعش کو بچایا ہے۔ جب ہم نے پورے علاقے سے داعش کا صفایا کیا تو ہمیں 'کندہ گل' کے علاقے میں داعش کے سربراہ 'فیروز' کے گھر سے ایسی دستاویزات ملیں، جن میں فرار ہونے والے داعشی جنگجوؤں کے کارڈ بھی شامل تھے۔ ان پر امریکی جھنڈے اور ایک امریکی کمپنی کا ایڈریس درج تھا۔ ان کارڈز میں داعشی جنگجوؤں کے نام اور مکمل پتے درج تھے۔ ان کی تصاویر بھی شامل تھیں۔ ایک کارڈ پر 'وکیل' نام درج تھا۔ اس پر وکیل نامی داعشی کی تصویر بھی تھی۔ اس کے ساتھ ایک پرچی تھی، جس میں وزارت دفاع کے حکام کے لیے یہ انتباہ درج تھا کہ 'اس (وکیل) شخص کے ساتھ امریکی ہتھیار ہیں، لہذا اس کے ساتھ مزاحمت نہ کی جائے۔'

جب مجاہدین نے لغمان میں داعش کو شکست دی تو اُس کے جنگجو صوبہ کنڑ کی طرف فرار ہوگئے۔ مجاہدین نے وہاں بھی ان کا تعاقب جاری رکھا۔ جب کنڑ میں 'درہ چپہ' نامی علاقہ فتح ہوا تو وہاں داعش کے مقامی کمانڈر قاری عبید کے گھر سے ایک بکس ملا۔ اس سے ایسی تصاویر ہاتھ لگیں، جن کے مطابق قاری عبید کا بھائی اسلامی کونسل کے سربراہ حنیف اتمر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں جب امریکی فوج کندہ گل علاقے پر بمباری کرتی تھی تو پہلے داعشی جنگجوؤں کو اطلاع دی جاتی تھی۔ جب وہ علاقے سے نکل جاتے تھے، تب امریکی فوج بمباری کرتی تھی۔ بمباری کے بعد اعلان کیا جاتا تھا کہ فضائی کارروائی میں داعش کے اتنے جنگجو ہلاک ہوئے ہیں۔ جھوٹے دعوؤں کے ذریعے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لغمان میں داعش کے ٹھکانوں پر جتنے بھی حملے ہوئے ہیں، ان میں ایک بھی داعشی ہلاک نہیں ہوا۔

سوال:

لغمان کے عوام نے داعش کے خلاف امارت اسلامیہ کے ساتھ کتنا تعاون کیا اور انہوں نے کس بنیاد پر مجاہدین کی داعش کے خلاف حمایت کی؟

جواب:

ہم نے لغمان کے تمام علمائے کرام، قبائلی رہنماؤں اور معززین کا جرگہ بلایا۔ ان کے سامنے کے داعش کے مکروہ عزائم رکھ کر ان سے تعاون طلب کیا۔ داعش نے لغمان میں قدم جمانے کے بعد ظلم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ علمائے کرام اور علاقہ مکینوں نے اپنی بساط بھر تعاون کا عندیہ دیا، جس کے بعد مجاہدین نے داعش کے خلاف آپریشن شروع کیا۔ ہم لغمان کے تمام علمائے کرام، قومی عمائدین اور عوام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے داعش کے خلاف مجاہدین کی بھرپور حمایت کی، اسی طرح مستقبل میں بھی اس تعاون کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ علمائے کرام کو چاہیے وہ نماز جمعہ کے اجتماعات اور تقریروں میں خوارج اور داعش کا چہرہ بے نقاب کریں۔ قوم کو ان کے مظالم سے آگاہ کریں۔ پورے ملک میں داعش کے عزائم کو بے نقاب کرنے کے لیے علمائے کرام کو کردار ادا کرنا چاہیے۔

سوال:

اللہ نہ کرے کہ داعش کا فتنہ ایک بار پھر سر اٹھائے۔ لغمان کے عوام، بالخصوص علمائے کرام اور قومی عمائدین سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں؟

جواب:

یہ ایک ایسا فتنہ ہے، جس سے عالمِ اسلام کی کوئی چیز محفوظ نہیں ہے۔ مسلمانوں کی جان، عزت اور مال وغیرہ سب غیر محفوظ ہے۔ آپ نے 'شیئوارو' اور 'کندہ گل' جیسے علاقوں میں دیکھا ہوگا کہ اس نے کتنا ظلم کیا ہے؟! ہم امارت اسلامیہ کی قیادت، لغمان کے عوام، علمائے کرام اور قبائلی معتبرین کو یقین دلاتے ہیں کہ لغمان میں سو سال بعد بھی داعش سر اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتی۔ ہم امید رکھتے ہیں یہ فتنہ پورے طور پر ختم ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ

سوال:

لغمان میں ترقیاتی کاموں مثلاً اور دیگر عوامی افادیت کے حامل منصوبوں کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا مؤقف کیا ہے؟

جواب:

ملکی تعمیر نو اور ترقیاتی منصوبوں کے بارے امارت اسلامیہ کے منشور اور قواعد و ضوابط کے مطابق رفاہی اداروں کے کمیشن کی اجازت سے صوبہ بھر میں کام جاری ہے۔ ہم نے ان کے تحفظ کے لیے کردار بھی ادا کیا ہے۔ سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی فرد ترقیاتی منصوبوں کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرے گا تو ہم اس کے ساتھ 'مناسب طریقے سے پیش آئیں گے۔' امارت اسلامیہ کسی بھی علاقے میں جاری ترقیاتی منصوبوں کی حمایت کے ساتھ اُن کی حفاظت بھی کرتی ہے۔

محترم گورنر صاحب! آپ کا بہت شکریہ کہ مصروفیات کے باوجود ہمیں اپنا قیمتی وقت دیا۔

اللہ تعالی تمام مجاہدین سمیت ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

نئے امریکی کمانڈر اور تازہ فتوحات

سیف العادل احرار

تجزیہ نگاروں کے مطابق افغانستان میں نئے امریکی جنرل اسکاٹ ملر کی تقرری کے بعد طالبان کے حملوں میں شدت آئی ہے۔ گزشتہ چند دنوں کے دوران طالبان کے حملوں میں سیکڑوں سکیورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جب کہ تین اضلاع، متعدد فوجی مراکز اور چوکیوں پر بھی انہوں نے اپنا کنٹرول قائم کیا ہے۔ اس سے یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ نئے امریکی کمانڈر کو یہ باور کرنا ہوگا کہ افغان جنگ ناممکن ہے۔ سابق جرنیلوں نے یہاں بہت غلطیاں کی ہیں۔ خاص کر جنرل نکلسن نے ہوش کے بجائے جوش سے کام لیا۔ زمینی حقائق کی روشنی میں پالیسی وضع کرنے کے بجائے طاقت کے استعمال میں اضافہ کیا۔ جنگ زدہ ملک پر مادر بم گرایا گیا۔ ایک سال کے دوران چار ہزار سے زائد بم گرائے گئے۔ رات کے چھاپوں میں اضافہ کیا گیا۔ ان تمام کوششوں کے باوجود امریکا کو مثبت نتائج نہیں ملے۔ اگر نئے جنرل اس جنگ میں سُرخ رو ہونا چاہتے ہیں تو ضروری ہے وہ ناکام پالیسیوں کو دہرانے کے بجائے ہوش کے ناخن لیں اور از سر نو نئی پالیسی وضع کریں۔

طالبان نے کابل کے قریب صوبہ میدان وردگ کے ضلع جلگہ فتح کر کے ضلعی پولیس سربراہ اور دو کمانڈروں سمیت 70 فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ جن کی لاشیں میدان جنگ میں پڑی رہیں۔ مجاہدین نے رات کو حملہ کر کے تمام دفاعی چوکیوں، پولیس ہیڈ کوارٹر اور ضلعی مرکزی کو فتح کر لیا۔ بھاری مقدار میں فوجی ساز و سامان بھی ضبط کیا گیا۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق مجاہدین نے اس کارروائی میں پانچ فوجی ٹینک، دو فوجی گاڑیاں، دو اینٹی ائیر کرافٹ گنیں، ایک ایس پی جی نائن توپ، دو عدد مارٹر توپیں، پچاس عدد امریکی رائفلیں، پندرہ عدد ہیوی مشین گنیں اور دو فوجی ساز و سامان سے بھری گاڑیاں غنیمت میں حاصل کیں۔ کابل انتظامیہ نے اعلان کیا کہ اس جھڑپ میں ایک کمانڈر سمیت گیارہ اہل کار جاں بحق ہوئے۔ جب کہ فورسز کی فضائی کارروائی میں پچاس سے زائد طالبان شہید ہوئے۔ ایک ہفتہ گزرنے پر جب افغان فوجیوں کی مسخ شدہ لاشوں کو کابل منتقل کیا گیا تو ہلاک ہونے والوں کے لواحقین اور رشتہ داروں نے احتجاج کیا۔ کابل انتظامیہ کے خلاف شدید نعرہ بازی کی گئی۔ اس موقع پر چند لواحقین نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جلگہ پر طالبان نے کئی اطراف سے حملہ کیا تھا۔ جس میں ضلعی پولیس چیف اور دو کمانڈروں سمیت 78 اہل کار ہلاک ہوئے ہیں۔ انہوں نے وزارت داخلہ کے ترجمان کے اس بیان کو مسترد کر دیا اور جھوٹ کا پلندہ قرار دیا کہ اس جھڑپ میں گیارہ اہل کار ہلاک ہوئے ہیں۔ لواحقین کا کہنا تھا کہ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد کابل انتظامیہ نے لاشوں کو میدان وردگ سے کابل منتقل کیا ہے، جس کے باعث لاشیں مسخ ہو چکی ہیں۔ سوشل میڈیا پر میں نے چند اہل کاروں کی تصویریں دیکھیں، جو ناقابل شناخت ہو چکی تھیں۔

مجاہدین نے صوبہ جوزجان کے ضلع خم آب بھی فتح کیا۔ پارلیمنٹ کے رکن نے طلوع نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ جوزجان میں دس اضلاع ہیں۔ ضلعی ہیڈ کوارٹرز کے علاوہ باقی تمام علاقوں پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ جب ضلع خم آب پر طالبان نے حملہ کیا تو ضلعی پولیس سربراہ نے مرکزی حکومت سے رابطہ کر کے طیاروں کے ذریعے کھانے پینے کی چیزیں فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس دوران بھی ان کی مدد نہیں کی گئی۔ خم آب کے علاوہ دیگر اضلاع پر بھی جلد طالبان قبضہ کریں گے۔ وہاں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہزاروں طالبان جوزجان، فاریاب اور سرپل میں سرگرم ہیں۔ کابل انتظامیہ کی فوج ان کے سامنے بے بس ہے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق مجاہدین نے ضلع خم آب پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا ہے۔ حملے میں دس اہل کار ہلاک، دو گرفتار اور 8 سپاہی سرنڈر ہوئے۔ جب کہ تین ٹینک اور دو فوجی گاڑیوں سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی ساز و سامان بھی مجاہدین کو غنیمت میں ملا تھا۔

صوبہ سرپل کے دارالحکومت کے قریب بلغلی کا علاقہ بھی فتح ہوا۔ اس میں تین فوجی اڈے اور درجنوں چوکیاں شامل ہیں۔ دشمن کے ساتھ جھڑپوں میں 32 اہل

کارہلاک، 10 ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ جب کہ دوسری جانب ضلع صیاد کی طرف سے بھی مجاہدین نے سرپل کے دارالحکومت کے پانچ کلومیٹر پر واقع انگیشکہ کے علاقے میں متعدد چوکیاں فتح کر لیں۔ سرپل کے نمائندوں نے کابل انتظامیہ پر زور دیا کہ وہ فوری کمک بھیجے۔ بصورت دیگر صوبہ سرپل پر طالبان قبضہ کرلیں گے۔ اس کا انجام بھی قندوز اور غزنی جیسا ہوگا۔

صوبہ بلخ کا ضلع چاہی بھی مجاہدین نے ایک کامیاب کارروائی میں فتح کرکے متعدد اہل کاروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ضلع چاہی کے مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور متعدد چوکیاں فتح کرنے کے موقع پر بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کو غنیمت میں حاصل ہوا ہے۔ مجاہدین نے نئے امریکی کمانڈر کے انتخاب کے بعد تین اضلاع پر اپنا کنٹرول قائم کیا ہے۔ مجموعی طور پر ٹرمپ کی نئی پالیسی کے بعد 27 اضلاع مجاہدین کے کنٹرول میں آئے ہیں۔ مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل پر بھی فتح کا سفید پرچم لہرادیا ہے۔ مجاہدین کی کامیاب کارروائی میں ضلع جانی خیل کے مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور دفاعی چوکیوں سے افغان فوج پسپا ہوگئی ہے۔ اس کارروائی میں دشمن کے 30 فوجی ہلاک ہوئے۔ اسی طرح دشمن کے پانچ ٹینک، دوعدد فوجی اور تین بکتربند گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر صوبوں میں بھی طالبان کے ہلاکت خیز حملوں میں سیکڑوں اہل کار مارے گئے۔ درجنوں فوجی اڈوں اور چوکیوں پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ مجاہدین نے صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش کے علاقے بارودی پر حملہ کر کے فوجی اڈے سمیت پانچ چوکیاں فتح کرلیں۔

صوبہ غزنی کے ضلع مقر کے علاقے رادہ میں مجاہدین کے حملوں میں ایک بڑا فوجی اڈہ اور متعدد چوکیاں فتح ہوئیں۔ ان جھڑپوں میں کمانڈر صفی اللہ سمیت 27 اہل کار ہلاک ہوئے۔ جب کہ تین ٹینکوں سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی ملا۔ مجاہدین نے صوبہ لوگر کے دارالحکومت کے قریب کابل، لوگر مرکزی شاہراہ پر امریکی اور افغان فوج پر حملہ کیا۔ جس میں دو امریکی فوجیوں سمیت متعدد افغان فوجی مارے گئے۔ ہرات کے ضلع پشتون زرغون میں تین چوکیاں فتح ہوئیں۔ 9 فوجی ہلاک اور بھاری مقدار میں اسلحہ حاصل ہوا۔ فراہ کے چار اضلاع فراہ رود، بالا بلوک، پشت رود اور پرچمن میں 12 چوکیاں فتح ہوئیں۔ درجنوں اہل کار ہلاک ہوئے۔ ہلمند کے دو اضلاع گریشک اور ناوہ میں سات چوکیاں فتح ہوئیں۔ 23 اہل کار ہلاک ہوئے۔ صوبہ زابل کے ضلع شاجوئی کے علاقے غونڈی میں مجاہدین کی کامیاب کارروائی میں ایک اہم فوجی اڈہ اور تین چوکیاں فتح ہوئیں۔ 42 اہل کار ہلاک ہوئے۔ بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی سازوسامان بھی حاصل ہوا۔ صوبہ بغلان کے ضلع بغلان کے علاقے ششکپو میں امریکی اور افغان فوج نے مشترکہ کارروائی کے دوران چھاپہ مارا۔ اُن پر مجاہدین نے حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں 3 امریکی اور چار افغان فوجی ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے۔ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے علاقے منگلیو میں ایک فوجی اڈہ اور دو چوکیاں فتح ہوئیں۔ 25 اہل کار ہلاک، جب کہ دو ٹینکوں سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ حاصل ہوا۔

اسی طرح ہرات کے ضلع اوبی میں فوجی اڈہ فتح ہوا۔ 9 اہل کار ہلاک، 5 گرفتار اور بھاری مقدار میں اسلحہ حاصل ہوا۔ صوبہ سمنگان کے ضلع درہ صوف میں 6 چوکیاں فتح ہوئیں۔ 25 اہل کار ہلاک اور بھاری مقدار میں اسلحہ ملا۔ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں بھی اہم فوجی بیس فتح ہوا اور دو کمانڈروں ضیاء الرحمن اور آغا جان سمیت 46 اہل کار ہلاک اور 13 زخمی ہوئے۔ جب کہ بھاری مقدار میں اسلحہ بھی ہاتھ لگا۔ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں ایک فوجی اڈے سمیت پانچ چوکیاں فتح ہوئیں۔ 13 اہل کار ہلاک ہوئے۔ صوبہ بلخ کے ضلع البرز کے علاقے کلنیک میں تین چوکیاں فتح اور متعدد اہل کار ہلاک ہوئے۔ صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترین کوٹ اور تین اضلاع چورہ، دہراوداور چہار چینو میں 14 چوکیاں فتح ہوئیں۔ 48 اہل کار ہلاک اور بھاری مقدار میں اسلحہ حاصل ہوا۔ صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغا میں مجاہدین کے حملے میں دو امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔ صوبہ بادغیس کے ضلع قلعہ نو کے علاقے لامان میں مجاہدین نے دشمن کا ایک فوجی اڈہ فتح کر کے 20 فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ مرکزی بغلان میں مجاہدین نے ایک فوجی بیس فتح کر کے 60 فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ مجاہدین نے صوبہ اروزگان کے مرکز ترین کوٹ میں تین چوکیاں فتح کر کے 23 فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

مجموعی طور پر نئے امریکی کمانڈر کے انتخاب کے بعد دس دن کے دوران چار اضلاع سمیت درجنوں فوجی اڈے اور چوکیاں فتح ہوئیں۔ گیارہ سو فوجی، پولیس اور لیویز اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

غور اور بادغیس کا آنکھوں دیکھا حال

ذبیح اللہ نورانی

سترہ جون 2018 کو شعبہ اطلاعات کے چار رکنی وفد کے ہمراہ صوبہ بادغیس اور غور کا دورہ کیا۔ جس کا مقصد ان صوبوں کے دور دراز علاقوں میں لوگوں کی زندگی۔ جہادی فتوحات اور عام حالات کا قریب سے جائزہ لینا تھا، تاکہ عوام اور جہادی رہنماؤں کے انٹرویوز کی ایک دستاویزی رپورٹ ناظرین کے سامنے پیش کی جاسکے۔ ہم نے غور اور بادغیس میں مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں کا معائنہ کیا۔ امارت اسلامیہ کے زیر اثر علاقوں میں رہنماؤں، علمائے کرام، مجاہدین، مدارس اور اسکولز کے اساتذہ، بزرگوں، قبائلی عمائدین اور مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ غور اور بادغیس میں گزشتہ اور رواں سال میں پورے ملک کی سطح پر کابل انتظامیہ کے سب سے زیادہ کمانڈروں اور اہل کاروں نے امارت اسلامیہ میں شمولیت کی تھی۔ ان کی شمولیت سے بہت سے علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول آئے تھے۔

ہماری ٹیم کے نمائندوں نے ان کمانڈروں اور ان کے اہل کاروں کے ساتھ خصوصی ملاقاتوں، اجلاسوں اور انٹرویوز کا اہتمام کیا۔ امارت اسلامیہ کے ساتھ یکجہتی اور ان کے ساتھ مجاہدین کے سلوک کے بارے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے مجاہدین کے برادرانہ رویے اور حسنِ سلوک پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے ہتھیار پھینکنے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ مجاہدین حق پر ہیں۔ اب وہ ملک کی آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ وہ جارحیت پسندوں کے خلاف مجاہدین کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ آئندہ ملک و قوم کے خلاف کسی سازش کا حصہ نہیں بنیں گے۔ ہم نے ان علاقوں کا بھی دورہ کیا، جو حال ہی میں مجاہدین نے فتح کیے تھے۔ وہاں مجاہدین کی سرگرمیوں کے مناظر کی ویڈیو بھی بنائی گئی، جو الامارہ اسٹوڈیو کی جانب سے جلد ریلیز ہوگی۔ ان شاءاللہ

غور اور بادغیس میں سب سے زیادہ دل چسپ امر یہ تھا کہ یہاں قومی تنازعات کی وجہ سے برادر اقوام کے درمیان جو اختلافات اور مسائل پیدا ہوئے تھے، کابل انتظامیہ بھی اپنی عمل داری کے دوران اپنے منافقانہ کردار کی وجہ سے اقوام کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتی تھی اور ہر روز ان کے درمیان تلخیاں پیدا کرتی تھی۔ قبائلی دشمنیوں کی وجہ سے ان کے درمیان جھڑپیں بھی ہوتی تھیں۔ جانی نقصان بھی ہوتا تھا۔ تاہم امارت اسلامیہ کی عمل داری کے بعد ان علاقوں میں امن قائم ہوا۔ برادر اقوام کے درمیان کافی عرصے سے جاری تنازعات اور قبائلی دشمنیاں بھی ختم ہوگئیں۔ امارت اسلامیہ نے ان کے درمیان تصفیہ کرایا۔ انہیں باہم شیر و شکر کیا۔ اب ان دو صوبوں کے لوگ خوش گوار ماحول میں کابل انتظامیہ کے جرائم پیشہ عناصر کے خلاف ایک مورچے اور ایک صف میں کھڑے ہیں۔

اسی طرح ہم نے مذکورہ صوبوں میں جیلوں، اسکولز، دینی مدارس، کلینکس، مرکزی شاہراہوں اور پلوں کا بھی معائنہ کیا۔ الحمدللہ امارت اسلامیہ نے مذکورہ شعبوں کو فعال بنانے کے لیے بھرپور کوشش کی تھی۔ عوام کی مشکلات کے حل کے لیے بہترین اقدامات کیے تھے۔ امارت اسلامیہ نے غور اور بادغیس میں تمام متعلقہ انتظامی اداروں کو فعال کیا تھا۔ اس کے ساتھ اقتصادی، صحت، تعلیم اور فراہمِ انصاف کے لیے خصوصی کمیشن قائم کیے تھے، جو مسائل کے حل کے لیے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ غور اور بادغیس میں زیادہ تر علاقوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ جب کہ دشمن کے زیر کنٹرول صرف چند اضلاع کے مراکز اور محدود دفاعی چوکیاں ہیں۔

اس دورے کے دوران ہم نے دیکھا کہ افغانستان کے جو علاقے امارت اسلامیہ کے زیر کنٹرول ہیں، وہاں کے لوگ پرامن فضا میں باوقار طریقے سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ بچے اسکولوں اور دینی مدارس میں پڑھتے ہیں۔ عوام اپنے کاروبار، تجارت، زراعت اور حلال کمائی میں مصروف ہیں۔ دشمن مجاہدین کے خلاف جو پروپیگنڈا کرتا ہے، ہم نے ایسا کچھ نہیں دیکھا، بلکہ لوگ اسلامی حکومت کے سفید پرچم تلے خوش حال زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حملہ آوروں کی شکست کی بازگشت

سیف العادل احرار

مبصرین اور تجزیہ نگار افغانستان پر امریکی قبضے کے خلاف مزاحمت اور امریکی و نیٹو کی شکست پر اب بین الاقوامی میڈیا میں بھی بات کررہے ہیں۔ ان تجزیہ نگاروں کے نزدیک افغان تنازع کا حل فوجی نہیں، سیاسی ہے۔ طویل جنگ کا خاتمہ مذاکرات ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ مغربی میڈیا میں شائع ہونے والے تبصروں میں امریکی فوج کے انخلا پر بھی زور دیا گیا ہے۔ 'احمد رشید' ایک پاکستانی قلم کار ہیں۔ وہ مغربی دنیا میں افغان امور کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے 18 اگست کو امریکی اخبار نیویارک ٹائمز میں افغانستان بارے 'کابل میں سائیگون کی بازگشت' نامی کالم لکھا۔ سائیگون جنوبی ویت نام کا دارالحکومت تھا۔ ویت نام میں امریکی فوج نے ایک دہائی تک جنگ لڑی تھی۔ اس میں 50 ہزار سے زائد فوجی ہلاک ہوئے۔ آخر میں ویت نامی مزاحمت کاروں نے اچانک حملہ کرکے سائیگون شہر پر قبضہ کرلیا۔ امریکی مشیروں نے اپنے سفارت خانے سے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے فرار ہو کر خود کو بچایا۔

احمد رشید نے لکھا کہ 'طالبان کے خونریز حملوں، کابل حکومت کے متزلزل ادارے، فوج کی ہلاکتوں میں اضافے اور جنگ کے طول کے حوالے سے امریکی حکام کے عدم برداشت پر مبنی رویے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کابل میں سائیگون کا واقعہ رونما ہونے والا ہے'

بنیامین ہاپ کنز امریکی مبصر اور افغان امور کے ماہر ہیں۔ وہ اس وقت جارج واشنگٹن یونیورسٹی میں تاریخ اور بین الاقوامی امور کے استاد ہیں۔ موصوف نے Insider Business کے نام سے ایک نشریاتی ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ 'افغانستان کی موجودہ صورتِ حال بھی ویتنام کے جیسی ہے۔ ان کا کہنا تھا ویت نام جنگ کے دوران تب کے حکام کا جو رویہ تھا، امریکا کے موجودہ سیاست دانوں کا رویہ بھی ایسا ہے۔ وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف نہیں کرتے۔ عوام سے جھوٹ بولتے ہیں۔ ویتنام جنگ کے دوران بھی امریکی حکام قوم سے جھوٹ بولتے، اپنی غلطیوں کا اعتراف نہیں کرتے تھے کہ سائیگون کا واقعہ رونما ہوا۔ امریکی فوج کو شکست ہوئی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ افغان جنگ امریکی تاریخ کی طویل جنگ ہے۔ اس پر اندازوں سے کئی گنا زیادہ اخراجات آئے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک امریکی فوج کو مکمل شکست نہیں ہوئی، لیکن وہ شکست کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔

امریکی شکست کے سلسلے میں ماہنامہ واشنگٹن مینتلی نے اپنے اداریے میں لکھا کہ اب امریکا کو افغانستان سے انخلا کرنا چاہیے۔ ذرائع کے مطابق گزشتہ سترہ سالوں کے دوران امریکی فوج نے افغانستان کی گمبھیر صورتِ حال کو تبدیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن اسے کامیابی نہیں ملی۔ اس لیے بہتر ہے کہ وہ واپسی کی پالیسی وضع کریں۔ اداریے میں مزید لکھا ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ، پینٹاگون اور امریکی وزارت خارجہ اس بات پر غور کریں کہ کس طرح اس جنگ کا خاتمہ ممکن ہے۔ گزشتہ اٹھارہ برس کے دوران امریکی اور افغان فوج نے بڑی قربانیاں دیں، لیکن اس کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ جرمن میگزین شپیگل نے 8 ستمبر کو جرمنی کے مشہور محقق 'کلاؤس مَن' کا ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا۔ اس میں افغانستان میں امریکا کی طویل جنگ پر بحث کی گئی ہے۔ اس مقالے میں لکھا گیا ہے کہ سترہ سالہ جنگ کے باوجود طالبان کامیابی کے دہلیز پر کھڑے ہیں۔ امریکا کا انجام بھی سابق سوویت یونین جیسا ہوگا۔ افغان حکومت بدعنوانی میں سرفہرست ہے۔ ماضی کے مقابلے میں منشیات کی اسمگلنگ اور پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ شپیگل کے مطابق امریکا بھی برطانوی اور روسی نقش قدم پر چل رہا ہے۔ اس کی پالیسیوں میں کامیابی کی کوئی رمق نہیں ہے۔ افغانستان پر حملے کے دوران زمینی حقائق کا صحیح ادراک نہیں کیا گیا تھا۔

مبصرین کے مطابق افغانستان میں امریکی شکست کے حوالے سے مغربی میڈیا میں تجزیہ نگاروں اور کالم نگاروں کے ایسے تجزیے اور تبصرے محض اتفاق نہیں ہیں۔ وہ سب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ غیر ملکی قوتیں افغانستان میں شکست سے دوچار ہیں۔ امریکا نے اپنی تاریخ کی طویل جنگ لڑی۔ ہر قسم کے وسائل اور ہتھیاروں کا استعمال کیا۔ مختلف جرنیلوں کا تبادلہ کیا۔ سترہ برس بعد اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مزاحمت میں مزید تیزی آئی۔ گزشتہ سال اگست میں ٹرمپ نے فوجی اسٹیبلشمنٹ کے اصرار پر جنوبی ایشیا اور افغانستان سے متعلق نئی پالیسی کا اعلان کیا۔ اس کے بعد افغانستان میں فضائی حملوں اور چھاپوں میں اضافہ کیا گیا۔ ایک سال کے دوران چار ہزار سے زائد بم مظلوم افغانوں پر گرائے گئے۔ مادر بم کا تجربہ بھی کیا گیا۔ البتہ طالبان کے حملوں میں بھی اضافہ دیکھنے کو ملا۔ دو اہم صوبوں فراہ اور غزنی کے علاوہ 28 اضلاع پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ سیکڑوں چوکیوں پر سفید پرچم لہرا رہا ہے۔ ہزاروں افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ایک سال کے بعد ٹرمپ اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ پالیسی ناکام رہی۔ اب امریکی انتظامیہ نئی پالیسی وضع کرنے پر غور کررہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امریکی حکام اپنی قوم سے جھوٹ بولتے ہیں۔ طالبان محض چند سو یا ہزار جنگجو نہیں، انہیں پوری قوم کی تائید اور حمایت حاصل ہے۔ افغانستان میں آباد تمام برادر اقوام پشتون، تاجک، ازبک، ہزارہ، بلوچ سمیت دیگر قبائل کی تائید بھی انہیں حاصل ہے۔ اسی لیے بدخشان سے لے کر ہرات تک اور فراہ سے ننگرہار تک پورے ملک میں طالبان سرگرم ہیں۔ تمام صوبوں میں ہر وقت ان کی کارروائیاں جاری رہتی ہیں۔ پوری قوم کو شکست دینا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اب تمام ماہرین اس بات پر متفق ہوچکے ہیں کہ امریکا کو افغانستان سے واپسی کا اعلان کرنا چاہیے۔

عرب و عجم کی آنکھوں کا تارا

عبیداللہ تنویر

مجھے ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا کہ اللہ ایسا دن نہ دکھائے کہ طاغوتی قوتوں کی راہ میں سب سے بڑی کاوٹ اور امت مسلمہ کے ہیرو ملا محمد عمر مجاہد اور مولانا جلال الدین حقانی کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوجائیں۔ ہم نگاہِ حسرت سے دیکھتے رہیں اور اسلام کے دشمن انہیں ہتھ کڑیاں لگا کر ان کا تمسخر اڑاتے رہیں۔ آپ یقین کریں میں امارت اسلامیہ کے تمام رہنماؤں کے لیے ہر صبح و شام خصوصی دعا کا اہتمام کرتا ہوں۔ امیر المومنین رحمہ اللہ اور شیخ حقانی رحمہ اللہ کے لیے خصوصی اذکار کا اہتمام کرتا تھا۔ یہ عمل میں نے خود پر لازم کر رکھا تھا۔ وہ شجاعت اور بہادری کے پیکر تھے۔ ان کا فولادی عزم پہاڑوں سے مضبوط تھا۔ انہوں نے مغرور امریکا کی بدمعاشی کا اسلام کی تلوار سے جواب دیا۔ دنیا پر ثابت کیا کہ اگر امریکا ایک بڑی طاقت ہے تو مظلوم افغان عوام کا مؤقف بھی کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس لیے حق ایک دن ضرور باطل پر غلبہ حاصل کرے گا۔ اللہ تعالی کی مدد سے وہ دن ضرور آئے گا کہ امریکا امارت اسلامیہ کے جہادی عزم اور مؤقف کے سامنے سر جھکا لے گا۔ اسے تمام دنیا دیکھ رہی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ وہی کچھ ہوا۔ امارت اسلامیہ کے بانی عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور عرب و عجم کی آنکھوں کے تارے شیخ مولوی جلال الدین حقانی رحمہ اللہ تمام ریاستی اداروں اور امریکی جاسوسوں کی تلاش اور اربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود ان کے ہاتھ نہیں لگے۔ اسلام اور افغانستان کے ان روشن ستاروں نے کہاں سے جہادی تحریک کو منظم کیا اور کس حکمت عملی کے تحت مجاہدین کی قیادت کی، کوئی شک نہیں کہ یہ مظلوم مسلمانوں کی دعاؤں اور عجز و زاری کے اثرات تھے۔ اللہ تعالی نے مرتے دم تک شجاعت اور بہادری کے ان علمبرداروں کو کفار اور منافقین کے شر اور گندے ہاتھوں سے محفوظ رکھا۔

موت کا ذائقہ ہر انسان نے چکھنا ہے۔ تمام انسانوں کو اللہ کے حضور جانا ہے۔ سیاف، کشاف، ربانی اور دیگر جہاد فروشوں کو بھی اللہ کے حضور میں حساب دینا ہوگا۔ ملا محمد عمر مجاہد، ملا اختر محمد منصور اور شیخ جلال الدین حقانی نوراللہ مرقدہم بھی اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے۔ وہاں پتا چلے گا کہ کس نے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے قربانی دی تھی۔ کون حقیقی مجاہد تھا۔ کس نے روس اور امریکا کو شکست دی؟ کس نے اسلام دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیا۔ کس نے غلامی کا طوق گلے لگایا تھا۔ کس نے مظلوم عرب مسلمانوں کا دفاع کیا۔ اپنی حکومت کی قربانی دی۔ کس نے ان عرب مسلمانوں کو محض چند ڈالروں کے بدلے گرفتار کر کے بیچ دیا۔ قلعہ جنگی، قندوز، کابل، ننگرہار، قندھار اور دیگر علاقوں میں انہیں ہتھکڑیاں لگا کر امریکا کے حوالہ کیا۔

مجھے آج بھی مولوی جلال الدین حقانی کی وہ بات یاد ہے، جو انہوں نے بی بی سی ریڈیو کے ایک سوال کے جواب میں کہی۔ صحافی نے کہا کہ 'افغان عوام کی اکثریت امریکی اور بین الاقوامی فوج کی موجودگی چاہتی ہے کہ وہ افغانستان میں قیام امن کے لیے کام کریں۔' جس کے جواب میں حقانی صاحب نے کہا کہ آپ کی بات درست نہیں ہے۔ کیوں کہ کوئی بھی اصلی افغان اپنی سرزمین پر کسی غاصب غیر ملکی کو برداشت نہیں کرے گا۔ وہ ایسے غاصبوں کا ایسا مقابلہ کرے گا، جس طرح انگریز سامراج اور سوویت یونین کے خلاف جہاد کیا گیا تھا۔ حقانی صاحب نے مزید کہا کہ مجھے یقین ہے میری بات افغان عوام کی امنگوں کی ترجمانی ہے۔ کیوں کہ میں ملاؤں میں مُلّا ہوں۔ قبائلی معززین میں قبائلی سربراہ ہوں۔ سیاست دانوں میں سیاست دان ہوں۔ سرحدی اور قبائلی امور کا وزیر ہوں۔

دوسری طرف ربانی نے بی بی سی کو بتایا کہ امریکا افغانستان پر بڑے بم گرائے اور جلدی اپنی فوج یہاں تعینات کرے۔ سیاف نے امریکی جرنیلوں سے کہا کہ عرب مجاہدین کو گرفتار کرنے کا ٹاسک انہیں دیا جائے۔ کیوں کہ وہ سوویت یونین کے خلاف لڑنے والے عرب مجاہدین کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے ملا محمد عمر مجاہد، شیخ جلال الدین حقانی اور امارت اسلامیہ کے تمام شہداء کے درجات بلند فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ ان کی عظیم دینی، جہادی خدمات، قربانیوں اور بہادری کو شرف قبولیت عطاء فرمائے۔ ان کے جہاد کی برکت سے امریکا، نیٹو اور اسلام کے تمام دشمنوں کو تباہ و برباد کرے۔ افغان عوام کی آنکھیں اسلامی نظام کے نفاذ سے ٹھنڈی کرے۔ آمین

امریکا کی ناکام پالیسی اور کابل

شاہد غزنیوال

کابل کی کٹھ پتلی حکومت ماضی کی نسبت اِس وقت بہت زیادہ باہمی اختلافات ،عدم اعتماد اور مشکلات کا شکار ہے۔ حنیف اتمر سمیت حکومت کے اعلی عہدیداروں کے استعفا، شہری مراکز کی فتوحات اور افغانستان کے مختلف علاقوں میں کٹھ پتلی فوج کا محاصرہ وہ مسائل ہیں، جو ٹرمپ کی ایک سالہ مدت پوری ہونے پر درپیش ہیں۔ افغانستان میں افغان فوج کی تمام ناکامیاں دراصل امریکا کی ناکام اسٹریٹیجی کا نتیجہ ہیں۔ یہی وجہ ہے امریکا افغانستان میں اپنی شکست کی خفت مٹانے کے لیے اپنی تمام ناکامیاں اشرف غنی کے سر تھوپنا چاہتا ہے۔ طالبان کے ساتھ مذاکرات کا آغاز، افغانستان میں امریکی فوج کی کمان کے لیے جنرل اسکاٹ میلر کا انتخاب اور افغانستان کے لیے خلیل زاد کو امریکی نمائندۂ خصوصی کے طور پر بھیجنا ٹرمپ کی وہ کوششیں ہیں، جو امریکی ناکامی کا راستہ روکنے کے لیے بروئے کار لائی گئی ہیں۔

اس کے برعکس مجاہدین کی غاصب فوج کے خلاف مزاحمت اور فتوحات سے مجاہدین کے حوصلے مزید بلند ہوئے ہیں۔ اس کے بعد مجاہدین نے دشمن کے خلاف آپریشن کو مختلف علاقوں تک وسعت دے دی ہے۔ اس کا ایک واضح ثبوت کابل انتظامیہ کا جاری ہونے والا یہ بیان ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ 'افغانستان کے پانچ اہم صوبوں پر طالبان کے قبضے کا شدید خطرہ ہے۔' جن میں قندوز، غزنی، اروزگان اور فراہ شامل ہیں۔ ان کے بارے کابل وزارت دفاع نے اعتراف کیا ہے کہ مذکورہ صوبے کسی بھی وقت طالبان کے قبضے میں جا سکتے ہیں۔ حال ہی میں منتخب ہونے والے نئے ترجمان جاوید غفوری نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 'ہم نے اس حوالے سے امریکی فوج کو آگاہ کر دیا ہے۔ امریکا کی تمام زمینی اور فضائی فوج ان صوبوں کو بچانے کے لیے الرٹ ہیں۔

افغانستان کے مختلف علاقوں میں مجاہدین کے پے در پے قبضے سے دشمن حوصلہ ہار کر پسپائی اختیار کر رہا ہے۔ وہ مجاہدین کے وہاں پہنچنے اور حملے سے قبل ہی صوبائی مراکز کی ممکنہ شکست کا اعلان کر دیتا ہے۔ جس کی ایک بڑی مثال صوبہ فاریاب کے حال ہی میں تعینات ہونے والے گورنر نقیب اللہ فائق ہیں۔ انہوں نے نشست سنبھالنے سے قبل اپنے افتتاحی خطاب میں صوبے کے سقوط کی بات کی۔ صوبائی مرکز میں ایک اجلاس سے خطاب میں ان کا کہنا تھا کہ 'فاریاب پر ہماری فوج کی گرفت نہایت کمزور ہے۔ یہاں موجود فوج کی تعداد وزارت دفاع کو دی جانے والی لسٹ کی تعداد کا نصف بھی نہیں ہے۔ یہاں نصف سے زیادہ اہل کاروں کے نام صرف فائلوں میں موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے یکے بعد دیگرے ہمارے مراکز طالبان کے کنٹرول میں چلے جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے پاس دفاع کے لیے نفری کم ہے۔' ان کا مزید کہنا تھا کہ فاریاب میں طالبان کی عسکری کامیابیوں کی وجہ سے حکومتی اہل کار بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ ان کی اکثریت اپنی ڈیوٹی چھوڑنے پر مجبور ہے۔ کیوں کہ اب ہر اہل کار اچھی طرح جان چکا ہے کہ سکیورٹی فوج میں خدمات کا بدلہ سوائے موت کے کچھ نہیں ہے۔

صوبہ فاریاب کے گورنر کی تائید کرتے ہوئے صوبائی کونسل کے رکن صبغت اللہ سیلاب نے بھی ایک اجلاس میں کہا کہ فاریاب کے لیے حکومتی فہرستوں کے مطابق یہاں 3500 سے لے کر 4000 تک پولیس اہل کار تعینات ہیں۔ البتہ یہاں موجود اہلکاروں کی تعداد 1500 سے بھی کم ہے۔ جب کہ باقی پولیس اہل کار صرف فائلوں کی حد تک ہیں۔ جب کہ ان کی تنخواہوں سے بااثر افراد اپنی جیبیں بھر رہے ہیں۔ در اصل امریکا کی ناکام پالیسیوں نے کابل انتظامیہ کو کرپشن کا گڑھ بنا دیا ہے۔

بی بی سی کے اسلام دشمن ہتھکنڈے

ذبیح اللہ حامد

جب سے میڈیا کا بازار گرم ہوا ہے، آج تک ہمیشہ ایسے موضوعات پیش کیے گئے ہیں، جو انسانیت کے درمیان اختلاف کا سبب بنتے رہے ہیں۔ ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ فحاشی اور فساد خیز موضوعات نشر کیے جائیں۔ نوجوان طبقے کو ایسا مصروف رکھا ہے کہ انہیں زندگی کے اصل مقاصد سے دور کر دیا گیا ہے۔ ہر نوجوان میڈیا کی باتوں کو دل کی گہرائی میں جگہ دیتا ہے۔ اگر کوئی میڈیا کی مخالفت کرتا ہے تو اتنا جذباتی ہو جاتا ہے، جیسے قرآن کریم کی کسی آیت کی تکذیب کردی گئی ہو۔ فوراہی 'تنگ نظر' اور حقائق سے 'نظرپوشی' کا خطاب دیا جاتا ہے۔ میڈیا کی اکثریت ایسی ہے کہ بڑے بڑے حقائق سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ بڑے واقعات کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹے سے واقعے کو اتنی ہوا دی جاتی ہے کہ وہ دیکھنے والوں کے دلوں پر نقش ہو جاتا ہے۔ اس معمولی واقعے کو ہر مجلس، ہر بحث کا موضوع بنا دیا جاتا ہے۔ نوجوان، بوڑھے، بچے اور خواتین بار بار اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ میڈیا نے ہمیشہ مظلوموں کی آواز دبانے کی کوشش کی ہے۔

برما کے مظلوم اور نہتے مسلمانوں کے قتل عام پر ایک بھی رپورٹ سامنے نہیں آئی۔ شام کے حوالے سے کوئی قابل ذکر نشریات دیکھنے کو نہیں ملیں۔ اس ظلم کی روک تھام کے حوالے سے کوئی آگاہی مہم تک سامنے نہیں آئی۔ کبھی یہ نہیں کہا گیا کہ افغانستان پر امریکی طیاروں کی اندھی بمباری نے بے گناہ افغانوں کے گھر کھنڈرات بنا دیے ہیں۔ بچے، بوڑھے اور بلاوجہ جوان تہ تیغ کر دیے گئے ہیں۔ کبھی یہ نہیں کہا گیا کہ انسانی حقوق کے محافظوں کا محاسبہ کیا جائے۔ انہوں نے دنیا کے کونے کونے میں انسانیت اور ہمدری کے کھوکھلے نعرے لگائے ہیں۔ میڈیا نے ہمیشہ یہی کیا ہے۔ قوموں کو خوابیدہ رکھا۔ حقائق سے لاعلم اور بے پروا رکھا۔ اُنہیں غلط فہمیوں کی دلدل میں دھنسائے رکھا۔ میڈیا میں سے بی بی سی پشتو کا کردار انتہائی قابل توجہ ہے۔ افغان عوام اُسے زیادہ دیکھتے ہیں۔ وہ اس پر ایسا اندھا اعتماد کرتے ہیں کہ اگر بی بی سی سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کہے تو لوگ بھی اس اندھیر نگری کی وجہ جانے بغیر اس کی پیروی شروع کردیتے۔

اگرچہ بی بی سی پشتو تعارف کا محتاج نہیں، مگر اس کا مختصر تعارف آپ کی نذر کرتا ہوں:

بی بی سی پشتو کی بنیاد اگست 1981 میں انگلستان میں رکھی گئی تھی۔ اس کے پہلے سربراہ 'نبی مصداق' مقرر کیے گئے۔ نبی مصداق قوم 'زازئی' اور صوبہ پکتیا سے تعلق رکھنے والے تھے۔ وہ اعلی تعلیم کے لیے لندن گئے۔ انہوں نے وہاں معاشیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وہ مختلف کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اُن کی ایک کتاب 'انگریزی پشتو ڈکشنری' بھی ہے۔ انہوں نے پشتو زبان کی طنز و مزاح بارے ایک کتاب کو انگلش میں بھی منتقل کیا ہے۔ بی بی سی پشتو ہمارے معاشرے میں اُن بااثر اور تاریخی ذرائع میں سے ہے، جنہوں نے کئی دہائیوں سے مسلمان عوام کی بے راہ روی میں بھاری بھر کم کردار ادا کیا ہے۔ اُس نے مختلف طریقوں سے مسلمان عوام کی اسلامی اور افغان تہذیب میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سازشی کوششیں ایسی ہیں کہ ہر عام اور بے علم شخص انہیں نہیں سمجھ پاتا۔ کیوں کہ بی بی سی کسی بھی اپنے دیکھنے یا سننے والے کو براہِ راست اسلام سے نہیں ہٹاتا۔ اُس کا طریقۂ واردات یہ

ہے کہ وہ اسلام بارے شکوک و شبہات پھیلاتا ہے، تاکہ ناظرین یا سامعین ان شکوک کی بنیاد پر اسلام سے بد ظن ہو جائیں۔

جس کسی فرد کو اسلامی اور افغان تہذیب و روایات سے دشمنی ہو، وہ ضرور بی بی سی کا پُر جوش حامی ہوگا۔ ایسے لوگ ہر ایسے موضوع میں دخل دینا اپنا فرض جانتے ہیں، جس سے معاشرے کی اسلامی بنیادوں کو صدمہ پہنچے۔ حتی کہ بہت سی ایسی چیزیں بھی کھلے عام بیان کی جاتی ہیں، جن کے ذکر پر حیادار فرد عار محسوس کرتا ہے۔ بی بی سی ایسی چیزوں کو مزے لے لے کر بیان کرتا ہے۔ جو کارکن ایسے فعل کے لیے تیار ہو تو بی بی سی اس کا معاوضہ دوگنا کر دیتا ہے۔

آج بی بی سی دیگر تمام ریڈیو چینلز سے بڑا مقام رکھتا ہے؟ کیا اس لیے کہ اس کی تاریخ سب سے پرانی ہے یا اس کی وجہ کچھ اور ہے؟ اس کی بنیادی وجہ مرد وزن کی صنف کے فطری امتیاز کی دھجیاں اُڑانا ہے۔

چند دن قبل بی بی سی کے انٹرنیٹ پیج پر لواطت (ہم جنس پرستی) کے حوالے سے ایک پروگرام بطور ویڈیو نشر کیا گیا۔ پروگرام میں لواطت کے بارے اسلامی اور معاشرتی پہلوؤں پر بات کی جا رہی تھی۔ کابل سے ایک مولوی صاحب کو بھی فون لائن پر لیا گیا تھا، تاکہ وہ لواطت کے مذہبی پہلو پر بات کر سکیں۔ اسٹوڈیو میں ایک ڈاکٹر صاحب بھی مدعو تھے، تاکہ اس کے طبّی پہلو بیان کیے جائیں۔ پروگرام میں لندن میں رہائش پذیر ایک افغان نژاد لوطی (ہم جنس پرست) کو بھی لائن پر لیا گیا تھا، تاکہ وہ اپنی مشکلات اور مسائل بیان کر سکیں۔ جب کہ اس پروگرام کو سنبھالنے کے لیے ننگے سر اور ننگی پنڈلیوں کی حالت میں ایک خاتون میزبانی کے فرائض ادا کر رہی تھیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا لوگ اس غلط اور گندے فعل کے اسلامی، معاشرتی اور طبّی نقصانات سے ناواقف ہیں؟ درحقیقت یہ اتنا گھناؤنا فعل ہے کہ جانوروں اور نہ ہی دیگر جان داروں میں اس کی مثال ملتی ہے، مگر یہ عقل کے دشمن اس غیر فطری عمل سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اس کے لیے توجیہات تلاش کرتے ہیں، تاکہ افغانستان میں بھی اسے مغرب کی طرح قانونی شکل مل جائے۔ اللہ تعالی کے بنائے ہوئے فطری نظام کے مطابق مرد عورت سے اور عورت مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے ہیں۔ ایسا بالکل غیر فطری ہے کہ مذکر مذکر سے اور مؤنث مؤنث سے جنسی تعلق قائم کرلے۔ بی بی سی کے کارکن شرم و حیا نام کی کسی چیز سے واقف نہیں ہیں۔ ان کے پاس ضمیر ہے اور نہ ان کے ڈکشنری میں غیرت کا لفظ موجود ہے۔ وہ بہنوں کے لیے حیا کی چادر ماؤں کے لیے عزت کے لباس سے بے خبر ہیں۔ اب بھی بی بی سی پر شرم کے عنوان سے جو موضوع زیر بحث ہے، یہ عموماً اس شرم کے مقابلے میں ہے، جسے اسلام نے 'حیا' قرار دیا ہے۔ اس موضوع کے ذریعے بی بی سی چاہتا ہے ہمارے معاشرے کی خواتین کو یہ پیغام دیا جائے کہ حیا نام سے معروف انسانی جبلت کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے۔

اسلام جس شرم و حیا کا تقضا کرتا ہے، الحمد للہ، وہ کافی حد تک ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر ہماری خواتین نامحرم سے بات کرنا باعثِ شرم سمجھتی ہیں۔ غیر محرم مرد و عورت کے درمیان بلاضرورت کی بات چیت کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ ہماری خواتین بے پردہ گھر سے نکلنے کو باعثِ شرم سمجھتی ہیں۔ تصویر کھینچوانا باعث شرم سمجھتی ہیں۔ ایسے کئی پہلو ہیں، جنہیں بیان کیا جا سکتا ہے۔ بی بی سی کی کوشش ہے ان تمام معاملات میں شرم و حیا کو حماقت کا نام دے کر مرد و زن کے بے تکلف اختلاط کو عام کر دیا جائے۔ آپ بی بی سی پشتو کی ویب سائٹ دیکھ سکتے ہیں، جہاں شرم کے نام پر کچھ تخیلاتی قصے پیش کیے گئے ہیں۔ اُن سے یہ واضح کرنے کی گھٹیا کوشش کی گئی ہے کہ جو خواتین اپنے سر سے شرم کی چادر نہیں اُتار سکتیں، وہ ساری زندگی کمزور اور ذہنی دباؤ کی کیفیت میں رہتی ہیں۔ بی بی سی نے اس شیطانی فلسفے کو مضبوط بنانے کے لیے کئی طرح کے خود ساختہ تخیلاتی واقعات کا سہارا لیا ہے۔

حقانی صاحب کی بہترین زندگی

شاہد غزنیوال

جلال الدین حقانی صاحب علم اور تدریس کے میدان میں ایک جامع الصفات عالم، دعوت و جہاد کے میدان کے بہترین سپاہی، حکومتی امور کے ایک زیرک سیاست دان اور معاشرتی ماحول میں ایک مسلّمہ شخصیت تھے۔ ان کی زندگی کے ہر پہلو پر بحث اور تجزیے کے لیے متعدد ضخیم کتابوں کی ضرورت ہے۔ یہ مختصر تحریر حقانی صاحب کے جہادی کارناموں اور اخلاقی فضائل کی تشریح کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں ان کی عظیم علمی و جہادی شخصیت کی چند خصوصیات ذکر کرتا ہوں۔

تقویٰ

تقویٰ انسانوں کی فضیلت کا معیار اور تمام مسائل سے انسان کو تحفظ دینے کا ذریعہ ہے۔ حقانی صاحب جہادی اور عسکری مہارت کے ساتھ تقویٰ، دین داری اور زُہد کی زندہ علامت تھے۔ اُنہیں جہادی میدان میں جو کامیابیاں ملی تھیں، وہ تقویٰ اور دین داری کا نتیجہ تھیں۔ حقانی صاحب ہر فوجی کارروائی سے پہلے مجاہدین کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے:

’جہادی کارروائیوں میں سب سے پہلے اللہ تعالی کی رضا، تقویٰ، خالص نیت اور لوگوں کی خدمت نصب العین ہونا چاہیے۔ اگر ہر مجاہد ان لازمی امور میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالی کی اُس نصرت اور معاونت سے محروم رہے گا، جس کا اللہ تعالی نے اپنے خاص بندوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ حقانی صاحب مرحوم تمام جہادی مصروفیات میں فرائض کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ حرام چیزوں سے شدید اجتناب فرماتے۔ بیت المال سے نہایت احتیاط اپنا لازمی عمل سمجھتے۔ یہی وجہ ہے سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دور میں بھی اور حالیہ جہاد کے پورے دورانیے میں افغانستان اور نہ باہر حقانی صاحب کے اور ان کے خاندان کے کسی فرد کے نام کی کوئی ملکیت ہے۔ کوئی تجارتی کمپنی ہے اور نہ کوئی عام رہنے کا گھر ہے۔

قیادت اور رہبری کا سارا دورانیہ اسی عام سے گھر میں گزارا، جو انہوں نے دیگر مہاجرین کے ساتھ دیار ہجرت میں بنایا تھا۔ حقانی صاحب کی کل میراث وہ جامع مساجد، دینی مدارس اور مکاتب ہیں، جو صدقہ جاریہ کے طور پر ہر خاص و عام کے لیے بنائے گئے ہیں۔ حقانی صاحب کی مکمل جہادی تربیت، ان کی تقویٰ کی برکت اور اثر ان کے اولاد اور مجاہدین میں بھی نظر آتا ہے۔ انہوں نے بھی اپنی زندگی دنیاوی عیش و عشرت سے دور جہادی محاذوں کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ کسی نے بھی جہادی محاذوں سے دور باہر کسی ملک میں عیش و عشرت کی زندگی اختیار نہیں کی ہے۔

سنت اور اسلاف کا اتباع

مذہبی لحاظ سے حقانی صاحب مسلمانوں کے اہل السنۃ و الجماعۃ کے ناجیہ جماعت کے پیروکار اور فقہی احکام میں کتاب اللہ اور سنت نبوی کے مضبوط عامل تھے۔ مذہبی تعصبات سے بہت دور اور بدعات و خرافات کے شدید مخالف تھے۔

شجاعت اور بہادری

شجاعت اور بہادری مجاہد کی خصوصیت ہے۔ بزدلی اور بے ہمتی کی بُری خصلت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں پناہ مانگی ہے۔ جہاد اور ایمان کی یہ خاصیت بھی حقانی صاحب کی زندگی میں واضح نظر آتی ہے۔ تمام جہادی کارروائیوں میں شرکت کے دوران مجاہدین کے درمیان یہ بات مشہور تھی کہ وہ دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ دشمن کے براہ راست حملوں کے دوران بھی سر جھکانا یا چھپ جانا انہیں عیب لگتا تھا۔ ان کی اس شجاعت پسندانہ عادت کی وجہ سے

دشمن کے ساتھ براہ راست جنگ میں چار مرتبہ زخمی ہوگئے، مگر پھر بھی اپنی یہ عادت ترک نہ کی۔

ثبات اور فداکاری

حقانی صاحب جہاد کے دوران ثبات اور استقامت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کبھی بھی دشمن سے جنگ کے دوران میدان خالی نہیں چھوڑا۔ جب 1986 میں مجاہدین کا سب سے مضبوط مورچہ ژورہ روسی فوج کے شدید محاصرے میں آیا تو مجاہدین شدید عسکری اور لاجسٹک مسائل کا شکار تھے۔ اسی لیے کچھ مجاہدین اور عسکری کمانڈروں کا خیال تھا کہ ژورہ سے پسپائی اختیار کی جائے اور اپنے حملے ژورہ سے باہر روسی قافلوں پر کیے جائیں۔ جب کہ حقانی صاحب کا اصرار تھا کہ ژورہ میں ہی رہ کر جنگ لڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ژورہ آج ہمارے اور روسیوں کے درمیان مقابلے کا اصل میدان ہے۔ اگر ہم ژورہ سے پیچھے ہٹ گئے تو اس سے تمام مجاہدین کے مورال پر منفی اثر پڑے گا۔ اس طرح دشمن کو پروپیگنڈے کا موقع ہاتھ آئے گا۔ روسی فوج کے ساتھ ژورہ کی یہ جنگ مجاہدین نے وہیں لڑی۔ حقانی صاحب اس جنگ میں زخمی ہوگئے، مگر دشمن کو ان کی تمام تر زمینی اور فضائی قوت کے باوجود بھاری مالی اور جانی نقصان پہنچا۔

تواضع اور سادگی

حقانی صاحب اپنی تمام تر جہادی زندگی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا ایک واضح نمونہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ’جو شخص اللہ کے لیے ایک درجہ تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالی اُسے ایک درجہ بلند فرماتے ہیں۔ حتی کہ اُسے اعلی درجے سے نوازتے ہیں۔‘ باوجود یہ کہ حقانی صاحب علمی اور جہادی لحاظ سے سب سے اہم اور بلند رتبہ عسکری شخصیت تھے، مگر تمام مجاہدین اور عام لوگوں کے ساتھ ان کا رویہ ایک عام شخص کا تھا۔ تکبر اور انانیت ان کے مزاج میں نہ تھی۔ ہر کسی سے ملتے ہوئے ان کے ہونٹوں پر فطری مسکراہٹ ہوتی۔ بات کرتے ہوئے ہمیشہ ایسی فکاہیہ تمثیلات اور ضرب الامثال سے استدلال کرتے کہ جس میں زبان کی عفت بھی برقرار رہتی اور بات کا ظرافتی پہلو بھی مضبوط ہوتا۔ تکلفات اور تصنعات کبھی پسند نہیں کیے۔ اپنے رشتہ داروں اور عام لوگوں کے ساتھ ان کے رویے اور اخلاقی تعامل میں کوئی تکلف محسوس نہ ہوتا تھا۔ ہر کسی سے ہمدردانہ رویہ رکھتے تھے۔ ان کی زندگی عیش و عشرت سے پاک تھی۔ کھانے پینے اور لباس میں نمائش سے دور رہتے۔ وقار، سنجیدگی اور وجاہت ان کی نشست و برخاست پر غالب رہتی۔ تفریحی کھیلوں اور ریاضتوں میں نشانہ بازی ان کا خاص کھیل تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کی جہادی سیرت کے مطالعے سے انہیں خاص محبت تھی۔

سخاوت اور بخشش

سخاوت اور بخشش خاندانی لوگوں کی صفت ہوتی ہے۔ سخاوت کرنے والے لوگ معاشرے کے اعلی صفات کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہر کوئی ان کے احسانات کا ممنون ہوتا ہے۔

مرحوم حقانی صاحب دیگر اوصافِ حمیدہ کے ساتھ سخاوت میں اچھا نام رکھتے تھے۔ ان کے ماحول میں ایسے لوگ بہت کم ہیں، جو ان کی سخاوت کے رہین نہ ہوں۔ جس نے بھی مشکل مرحلے پر ان سے رابطہ کیا، کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ سابقہ جہاد کے دوران بہت سے مجاہدین نقل و حمل کے ذرائع یا اپنے مسائل کے حوالے سے تحریری درخواست بھیجتے۔ حقانی صاحب ان تمام درخواستوں کو غور سے پڑھتے۔ اپنی استطاعت کے مطابق سب سے تعاون کرتے۔ مستحق مجاہدین کا ان کی جہادی خصوصیات کی بنا پر خاص خیال رکھتے۔ ان کے روزمرہ کے مسائل حل کرتے۔ حتی کہ بہت سے مجاہدین کی شادیاں کرا دیں۔ ان کے روزمرہ کے اخراجات برداشت کرتے۔

امریکی پسپائی

خبیر احمد مجاہد

جب امریکا اپنے لاؤ لشکر سمیت افغانستان پر حملہ آور ہوا تو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کو مخاطب کر کے کہا ’بے شک آپ افغانستان میں لاتعداد فوج اور اسلحے کے زور پر یہاں قبضہ جما لو گے، مگر یہ یاد رکھیں کہ افغانستان آپ کو ہضم کبھی بھی نہیں ہو گا۔ یہاں تمہارے ظلم کے خلاف ہونے والا جہاد افغانستان کو تمہارے لیے جہنم کدہ بنا دے گا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی دور اندیشی کے عین مطابق آج اٹھارہ سال بعد امریکی صدر ٹرمپ نے اپنی پالیسی کو ناکام قرار دے کر اپنی فوج کو حکم دیا ہے کہ افغانستان کے دور دراز علاقے خالی کر دیا جائے۔ صورت حال یہ ہے کہ اب وہ صرف چند شہروں تک محدود ہے۔ نیویارک ٹائمز نے امریکی حکام کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر ہم پورا افغانستان اپنے کنڑول میں نہیں لے سکتے تو نجات کا واحد راستہ یہی ہے کہ کابل، جلال آباد، قندھار، مزار شریف اور ہرات جیسے بڑوں شہروں کی حفاظت کے لیے سنجیدہ کوششیں کی جائیں۔ اس کے لیے دیہاتوں کو مکمل خالی چھوڑنا پڑے گا۔ مذکورہ اخبار نے امریکی حکام کے حوالے سے مزید لکھا ہے کہ ’افغانستان کے سبھی اضلاع کو کنڑول کرنا نری حماقت ہے۔ دیہات میں کوئی اسٹریٹجک مفاد نہیں ہے۔ سوائے یہ کہ ہم اپنی فوج کو آگ میں جھونک دیں۔‘

یہ صرف اللہ تعالی کی خصوصی نصرت و مدد ہے کہ وہی طالبان کو انسانی حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کرنے والا امریکا دھیرے دھیرے شکست تسلیم کر رہا ہے۔ اللہ تعالی کی خصوصی نصرت سے آج امریکا طالبان کی ہیبت اور رعب و دبدبے کے سامنے سرنگوں ہے۔ دو ٹریلین ڈالر خرچ کرنے، پانچ لاکھ فوجی موت کے گھاٹ اتارنے اور دنیا بھر کی ٹیکنالوجی استعمال کرنے کے باوجود وہ بے بس اور بدترین شکست کا سامنا کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیہاتی لوگ مجاہدین سے نہایت محبت کرنے والے اور عظمتِ اسلام پر مر مٹنے والے ہیں۔ یہی سرزمین تھی، جس نے طاغوت کی ہر وحشت و سربریت کے آگے اپنے سینوں کی ڈھال رکھی۔ ہمارے ان سربکف مجاہدوں نے اپنی جائیدادیں تلف کرنا گوارا کر لیا۔ سینوں پر بموں کی بارش قبول کی۔ اپنے گھروں میں بہیمانہ چھاپے اور ظالمانہ تشدد برداشت کیے۔ البتہ اسلام پر آنچ آنا قبول نہ کیا۔

اسی غیرت و حمیت کا نتیجہ ہے کہ آج امریکا اور اس کے اتحادی نہایت شرمندگی کا سامنا کر رہے ہیں۔ صرف پانچ بڑے شہر ان کے زیر اثر ہیں۔ دیگر علاقوں میں وہ اپنی واضح اور شرمناک شکست سے بچنے کے لیے ان علاقوں کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ اگر آج امریکا دور دراز علاقوں کو خالی کر رہا ہے تو یہ درحقیقت صرف ان علاقوں کے انخلا پر تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ وہ افغانستان بھر سے بھاگ جائیں گے۔ آج وہ وقت آن پہنچا ہے کہ ہم امارت اسلامیہ کے مؤسس ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی دینی عظمت اور وقار کو عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں کہیں:

آپ کے اللہ تعالی پر غیر متزلزل ایمان کی بدولت آپ کی کہی ہوئی بات سچ ثابت ہو گئی ہے۔

موجودہ زمانے کا بڑا فتنہ!

بشیر احمد عثمانی

مسلم نوجوان نسل کو فکری بغاوت، نظریاتی انحراف اور الحاد کا شکار بنانے کے لیے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جو کوششیں ہو رہی ہیں، ان میں کچھ نتیجہ خیز اور قابل تشویش ہیں۔ کیوں کہ عام طور پر ہمارے نوجوان خالی الذہن اور دین، مذہب اور مسلک سے لاتعلقی کی بنیاد پر الحاد کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ جو نوجوان فطری طور دین دوست اور مذہبی جذبے سے سرشار ہوتے ہیں۔ وہ اتنے سادہ ہیں کہ جو بھی اسلام اور دین کا دعوی کرتا ہے، وہ تحقیق اور تفتیش کے بغیر اس کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ فطری مذہبی جذبے اور اخلاص کی وجہ سے اسلام کے لیے اٹھنے والی ہر آواز پر یقین کر لیتے ایسی آواز بلند کرنے والے کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ جب تک اس کی گمراہی اور اسلام دشمنی کے اثرات کھل کر سامنے نہیں آتے، تب تک وہ اس کے پیروکار بنے رہتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں 'عبدالغفور پیروز' کے نام سے کرائے کے ایک مترجم نے مشہور سیکولر تجزیہ نگار 'جاوید احمد غامدی' کی کتاب 'میزان' کا پشتو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اُس نے غامدی کی دیگر کتب بھی ٹرانسلیٹ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پیروز قندھار کے گورنر کا مشیر برائے مذہبی امور بھی تھا۔ ایک دن قندھار شہر میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے اس کو ہلاک کر دیا۔ جس کے باعث اس کے حامیوں کو صدمہ پہنچا۔ کچھ وقت کے لیے وہ خاموش ہو گئے۔ چوں کہ غامدی کی کتابوں کا پشتو زبان میں ترجمہ کرانے کے لیے ایک مضبوط لابی مصروف عمل ہے۔ اس لیے پیروز کی ہلاکت کے بعد اس کے بھائی نے اس کام کی ذمہ داری اٹھائی۔ جاوید احمد غامدی نے اپنی ایک ویڈیو میں عبدالغفور پیروز کی تعریف کی ہے۔ اس کی کاوشوں کا خیر مقدم کیا ہے۔ اس پر خوشی کا اظہار بھی کیا اور امید ظاہر کی کہ افغان قوم میں ان کی کتابوں کو پذیرائی ملے گی۔ ان کی سوچ اور فکر کی قدر کی جائے گی۔

جاوید غامدی اور اُن کی فکر

جاوید احمد غامدی کی پیدائش 18 اپریل 1951 کو ہمسایہ ملک پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں جیون شاہ کے نواح میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔ اسلامیہ ہائی اسکول پاک پتن سے میٹرک اور لاہور کالج سے بی اے اور اس کے ساتھ 1072 میں انگریزی ادبیات میں حصہ اول کا امتحان پاس کیا۔ انہوں نے عصری علوم کے ساتھ عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم بھی حاصل کی۔ البتہ لاہور جانے کے بعد وہ مشہور (متنازع) لکھاری مولانا ابوالاعلی مودودی کی سوچ کے پیرو بن کر جماعت اسلامی میں شامل ہو گئے۔ وہ بہت جلد مولانا مودودی کے قریبی اور جماعت اسلامی کے اہم رہنماؤں میں شمار ہونے لگے۔ تاہم جماعت اسلامی کے تنظیمی نظم و نسق کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے زیادہ دیر اس جماعت میں نہ رہ سکے۔ جب مولانا امین احسن اصلاحی نے جماعت اسلامی سے علحیدگی اختیار کی تو غامدی نے بھی جماعت اسلامی کو خیر باد کہہ کر مولانا امین اصلاحی کی سوچ کی پیروی شروع کر دی۔ ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس دوران وہ مولانا امین احسن اصلاحی کے استاد مولانا حمید الدین فراہی کی سوچ سے بھی متاثر ہوئے۔ اس کے علاوہ مغربی مستشرقین کی کتابوں سے بھی بہت کچھ سیکھا اور ان کی عینک سے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کچھ وقت بعد امت مسلمہ کے با اعتماد فقہائے کرام، محدثین، صوفیائے کرام اور محققین کی خدمات اور تحقیقات سے کھل کر بغاوت شروع کرنے لگے۔ انہوں نے دین کے نام پر لادینیت کو فروغ دینے کا بیڑہ اٹھالیا۔ توقع کے مطابق سیکولر قوتوں نے ان کا بھرپور خیر مقدم کیا۔ ان پر مادی وسائل کی عنایتیں کیں۔ مغربی میڈیا نے ان کی اتنی تعریف کی اور انہیں دنیا کے ایک اعتدال پسند عالم دین کے طور پر متعارف کرایا۔

اب غامدی کو جاننے کے لیے طویل مطالعہ اور تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بھی پاکستانی ٹی وی چینل اوپن کریں، آپ کو وہاں اس پر ایک بے ریش شخص اردو یا انگریزی زبان میں کسی مذہبی مسئلے پر بحث کرتا نظر آئے گا۔ وہ شخص جاوید غامدی ہے۔ غامدی کا دعوی ہے کہ '14' سو سال میں دین اسلام کا مطلب کسی نے اتنا نہیں سمجھا، جتنا میں نے سمجھا ہے اور برملا کہتے ہیں کہ 14 سو سال سے آج تک قرآن و سنت اور اہل السنت و الجماعت نے دین کی جو تشریح اور تعبیر کی ہے، وہ درست

نہیں ہے۔ میں (غامدی) جو کہتا ہوں اور اسلام کی جو تشریح اور تعبیر کرتا ہوں، وہ درست ہے۔'العیاذ باللہ

جاوید احمد غامدی قرآن وسنت، اجماع، نماز، زکوۃ، رجم، جہاد، خلافت و حکومت، عیسی علیہ السلام کے رفع ونزول، حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، حتی کہ تمام ضروریاتِ دین کے بارے امت مسلمہ کے ثقہ ائمہ اور مجتہدین سے مخالف سوچ رکھتے ہیں۔ علماء کی نظر میں 'فتنۂ غامدیت'اس دور کے تمام فتنوں سے بڑا فتنہ ہے۔ اس نے زیادہ تر نوجوانوں، عصری علوم کے طالب علموں اور دولت مند لوگوں کو گمراہ اور متاثر کیا ہے۔ حالیہ برسوں میں پاکستان میں انہوں نے بڑی تعداد میں اردو بولنے والے نوجوانوں اور عصری تعلیمی اداروں کے طالب علموں کو اپنے فتنے میں پھنسادیا ہے۔ اس کے باعث ان کو علمائے کرام اور دینی حلقوں کی جانب سے شدید رد عمل کا سامنا ہے۔ان کی زندگی کو پاکستان میں خطرات لاحق ہوئے تو ملائیشیا چلے گئے۔ یہ اب وہاں مقیم ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا اور خاص طور پر ٹی وی چینلز ان کے انٹرویوز اور بیانات کی نشریات کے لیے 24 گھنٹے مصروف ہیں۔ اسلامی ممالک کے تمام لادین عناصر ان کی پشت پر کھڑے ہیں۔ان کے الحادی عقیدے کی ترویج کے لیے سیمینارز اور ٹی وی چینلز میں ٹاک شوز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عرب ممالک میں ان کی کتب، لیکچرز، تقاریر اور بیانات کو بڑے پیمانے پر نشر کیا جاتا ہے۔

بلاشبہ غامدی ایک قادر الکلام ادیب اور بہترین قلم کار ہیں۔ ان کی تحریروں، تقریروں اور لیکچرز میں اشارات، تلمیحات، کنایات اور طنز جس انداز شامل ہیں، وہ بھی ایک کمال ہے اور وہ اس میں خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے چرب زبانی اور منفرد مکاری سے دنیا کے سامنے خود کو ایسا پیش کیا ہے، گویا وہ اسلام کے واحد ترجمان اور حقیقی مفسر ہیں۔ وہ بڑی جسارت سے فرسودہ خیالات اور غلط افکار کو اسلامی اصولوں اور تعلیمات کی صحیح تشریح اور تعبیر قرار دیتے ہیں۔ خاص طور پر سادہ لوح اور ناخواندہ نوجوانوں کو آسان طریقے سے ورغلانے میں منفرد مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ اب تک ہزاروں مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کیا ہے۔ عبدالغفور فیروز بھی ایک مستند اور راسخ العقیدہ عالم دین نہیں تھے۔ وہ لالچی اور شہرت کے دیوانے تھے۔ وہ کرائے کے مترجم کے طور پر مختلف کتابوں کا ترجمہ کرتے تھے۔ چوں کہ غامدی کی سوچ اور فکر کو پھیلانے میں وسیع پیمانے پر مغرب کا عمل دخل ہے۔ پشتو میں غامدی کی کتابوں کو ترجمہ کرنے کا کام فیروز کے سپرد کیا گیا تھا۔ لہذا اس اقدام کے بعد افغان سیکولر قوتوں نے ان کا اتنا خیر مقدم کیا کہ انہیں قندھار کے گونر کے مذہبی امور کا مشیر تعینات کر دیا گیا۔ غامدی کی کتابوں کا پشتو زبان میں ترجمہ کرنے کا ایک بڑا منصوبہ ہے، جس پر غیر ملکی اور افغان سیکولر قوتوں کی جانب سے بڑے پیمانے پر اخراجات کیے جاتے ہیں۔ تاکہ افغان نوجوانوں کے ذہنوں میں بھی الحادی فکر کا زہر منتقل کیا جائے۔

جاوید غامدی اور ان جیسے دیگر عناصر مغرب کی آشیر باد سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مختلف قسم کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کے سامنے اسلام کی نئی اصطلاحات (ایڈیشن) پیش کی جائیں۔ اس مقصد کے لیے قرآن پاک، احادیث مبارکہ کے الفاظ و معانی اور دینی مفاہیم کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ یہاں بطور مثال غامدی کے باطل افکار پیش کیے جاتے ہیں، تاکہ قارئین ان کی حقیقت جان سکیں:

- قرآن پاک کی صرف ایک قراءت درست ہے۔ باقی تمام قراء تیں عجمی فتنہ ہیں۔(میزان 25۔26۔32)
- سنت، قرآن پاک سے مقدم ہے۔(میزان اردو صفحہ 52)

غامدی کی تحریروں میں یہ تضاد بھی پایا جاتا ہے کہ کبھی قرآن کو مقدم اور کبھی سنت کو مقدم سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

- ہر انسان اس بات کا پابند ہے کہ وہ قرآن سے کسی چیز کو مقدم نہ رکھے۔(میزان صفحہ 23)
- اسی میزان میں آگے لکھا ہے کہ 'سنت قرآن سے مقدم ہے'۔(میزان صفحہ 23)
- حدیث سے اسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا۔(میزان صفحہ 64)

جاوید غامدی (سنت کی تعریف سے لے کر قرآن پاک تک) امت اسلامیہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور شریعت سے متصادم سوچ کے حامل ہیں۔ وہ اسلام کو مسخ کر کے وہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس تحریر میں ان کی تمام خرافات کو شامل کرنا ممکن نہیں ہے۔ دنیا بھر کے اسلامی ذہن قلم کار حضرات یہ فتنہ معمولی نہ سمجھیں۔ یہ موجودہ زمانے کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ معقول اور مدلل انداز میں اپنے قلم سے اس کی روک تھام کریں۔

مخلص رہنما کی نشانی

مولوی عبدالحئی

جہاد کا فتوی، جہاد کی دعوت اور جہاد کی تشریح تمام جہادی رہنماؤں کی روایت رہی ہے۔ البتہ محاذ پر جانا اور وہاں خود اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو خطِ اول پر پیش کرنا ہر جہادی قائد اور رہنما کے لیے ممکنہ نہیں رہا۔ کچھ لیڈر ایک ٹی وی کیمرے کے ساتھ کچھ لمحوں کے لیے پاکستان سے باہر آتے اور پھر یہی فلم سارا سال عرب و عجم میں نشر کی جاتی اور بہادری کی داد سمیٹی جاتی ہے۔

حقانی صاحب رحمہ اللہ روز اول سے میدان کے آدمی رہے۔ وہ کچھ عرصہ خالص بابا رحمہ اللہ کی تنظیم کا حصہ رہے۔ بعد ازاں پشاور سے رابطہ کم کر کے وزیرستان میں قبائل کی سرحد پر جہادی محاذ کے قریب رہنے لگے۔ وہ بجائے خود ایک قوت بن گئے۔ اس وقت ہم بچے تھے، جب حقانی صاحب اور کمیونسٹ وزیر دفاع کے درمیان جنگ سے پورا افغانستان لرز اٹھا تھا۔ ہر ریڈیو چینل میں یہی باتیں ہوتی تھیں۔ طیاروں کی بمباری، اسکڈ میزائلوں اور دیگر بھاری اسلحے کی جنگ میں بارعب جلال الدین کی مبارک داڑھی اور بال گرد میں اٹے ہوتے۔ وہ تکبیر کے نعروں سے مجاہدین کا حوصلہ بڑھا رہے ہوتے۔ وہ میران شاہ لوٹتے تو بھی ان کا دل پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنے مورچوں میں لگا رہتا۔ حقانی صاحب کے پاس چرب زبانی کی صلاحیت تھی اور نہ وہ دیگر لیڈروں کی طرح مخصوص انداز کی خطابت کرتے تھے۔ وہ اپنے مخصوص دیہاتی لہجے میں دین کی بات کرتے۔ اپنے جہادی کاموں پر پوری دسترس رکھتے تھے۔ وہ ہمیشہ عہدوں کی باگ دوڑ سے دور رہے۔

انہوں نے ایک مستقبل مرکز، دفتر اور محاذ منتخب فرمایا، جس کے بعد ہر طرح کے تنظیمی تعصبات اور حسد سے پاک جنگ لڑی۔ انہوں نے بے شمار فتوحات اور کامیابیوں کے ریکارڈ قائم کیے۔ انہوں نے ہر فرد، ہر سربراہ اور ہر گروپ کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعصب اور نفرت سے خود کو بچائے رکھا۔ کیوں کہ کچھ جہادی گروپ اور لیڈر جان بوجھ کر اپنے لیے مخالفین ڈھونڈنا چاہتے تھے۔ حقانی صاحب نے افغانستان کی تاریخ کا ایک سیاہ باب بن جانے والی مجاہدین کی داخلی جنگوں سے خود کو دور رکھا۔ بلکہ ایسے موقعوں پر انہوں نے فریقین کے درمیان صلح ہی کی کوشش کی۔

یہ تو مرد قلندر ملا محمد عمر مجاہد کی عظمت کی ایک اور نشانی تھی کہ نصف صدی کے اس عظیم غازی نے ان کے ہاتھ پر بیعت کے لیے ہاتھ رکھ دیے۔ آخری لمحے تک ان کے حکم کی ماتحتی میں رہے۔ حقانی صاحب اپنی عمر پوری کر کے دنیا چھوڑ گئے۔ وہ جاتے ہوئے اسلامی دنیا کو یہ پیغام دے گئے کہ سچا قائد اور رہنما زندگی کے آخری لمحے تک اپنی راہ اور اپنا دعوی تبدیل نہیں کرتا۔

کابل وزراء کے استعفا

احمد مختار

اگست کی 27 تاریخ کو کابل حکومت کے ایک اہم عہدے دار حنیف اتمر نے استعفادے دیا۔ حنیف اتمر کٹھ پتلی حکومت کے سب سے اہم اور کلیدی عہدے پر براجمان تھے۔ انہوں نے قومی سلامتی کے مشیر کی حیثیت سے کئی سال کام کیا ہے۔ان کے اختیارات اشرف غنی کے برابر ہوا کرتے تھے۔ حنیف اتمر ہی وہ شخص ہیں، جنہوں نے اشرف غنی کو اقتدار ملنے کے فوراً بعد امریکا کے ایک بااعتماد ساتھی کے طور پر امریکا کے ساتھ سکیورٹی معاہدے پر دستخط کیے۔ حنیف اتمر کے اثر و رسوخ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اشرف غنی حکومت کے سکیورٹی سیکٹر میں قومی سلامتی، دفاع اور وزارت داخلہ کے وزراء کے انتخاب میں حنیف اتمر کا کردار سب سے اہم ہوتا تھا۔

ننگرہار اور درزآب میں داعش کا منصوبہ انہی کے سپرد تھا۔ جب کہ گلبدین حکمت یار بھی حنیف اتمر کی کوششوں سے کابل انتظامیہ میں شامل ہوئے۔ منان نیازی کو کابل میں جگہ دینا اور ہلمند میں سنگوری جنگجوؤں کے نام سے اجرتی قاتلوں کے نئے گروہ کی تشکیل کا سہرا بھی ان کے سر پر ہے۔ حنیف اتمر کابل انتظامیہ کے سب سے اہم اور بااثر فرد تھے۔ حکومت کے تمام دفاعی اور سلامتی امور ان کے دائرہ اختیار میں تھے۔ انہوں نے افغانستان میں ٹرمپ کے ایک سالہ دفاعی اور سکیورٹی پلان کو ناکام ہوتے دیکھ کر امریکا سے اپنی راہیں جدا کرلیں۔ کیوں کہ وہ اپنی حکومت کو ہر جگہ ناکام ہوتا دیکھ رہے تھے۔ اگرچہ اتمر نے اپنے استعفا کی وجہ اشرف غنی سے باہمی اختلافات کو قرار دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے استعفا کی اہم وجہ ٹرمپ کی افغانستان کے لیے بنائی جانے والی ناکام حکمتِ عملی اور طالبان کی پے درپے فتوحات ہیں۔

حنیف اتمر کو سلامتی کونسل کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے اچھی طرح علم تھا کہ ٹرمپ کی ایک سالہ حکمتِ عملی جب مکمل طور پر ناکام ہوئی تو امریکی فوج پر سہار کرنے والی ان کی حکومت حتمی طور پر ناکام ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اس سے قبل کہ طالبان کے ہاتھوں مزید رسوائیوں کا سامنا ہو، حنیف اتمر نے استعفا میں ہی عافیت سمجھی۔ جتنے ماہرین بھی اشرف غنی کی ٹیم میں موجود ہیں، وہ سب ان ناکامیوں کے ذمہ دار ہوں گے۔ اسی لیے ان کے اعلیٰ عہدے دار اِن ناکامیوں کا الزام اپنے سر لینے سے قبل ہی استعفا دے رہے ہیں، تاکہ مستقبل میں آنے والے جعلی انتخابات میں ایک بار پھر حصہ لے کر سابقہ حکومت کی ناکامیوں سے خود کو بری الذمہ قرار دیں اور ایک بار پھر اقتدار میں پہنچ جائیں۔

اس حقیقت کا علم حنیف اتمر کے علاوہ دوسرے افراد کو بھی ہے۔ یہی وجہ ہے حنیف اتمر کے بعد وزیر دفاع جنرل طارق شاہ بہرامی اور وزیر داخلہ ویس برمک نے بھی اپنے استعفا اشرف غنی کو پیش کر دیے ہیں۔ البتہ امریکی سفارت خانے کی ہدایات پر اشرف غنی نے ان دونوں وزراء کے استعفا منظور نہیں کیے۔ اشرف غنی نے حکومت کے باہمی عدم اعتماد کی صورت حال پر پردہ ڈالتے ہوئے کہا کہ مذکورہ وزاء نے میرے حکم پر استعفا پیش کیے ہیں۔ جب کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ استعفا منظور کیوں نہیں کیے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کلیدی عہدوں پر براجمان تینوں وزراء امریکا اور اپنی حکومت کو مکمل ناکام دیکھ رہے ہیں۔ اسی لیے یکے بعد دیگرے استعفا دے رہے ہیں۔

حنیف اتمر سمیت دیگر کاسہ لیس وزراء کے انتخاب اور ان کو عہدے سے ہٹانے کا اختیار اشرف غنی کے پاس نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ اپنی ماتحت حکومتوں کے تمام سکیورٹی امور اپنی مرضی کے افراد کے حوالے کرتا ہے۔ اب چوں کہ امریکا اور اور اس کے پرُوردہ غلام افغانستان کی صورت حال سے کافی پریشان ہیں ، یہی وجہ ہے ان کی حکومت میں ایک غیریقینی فضاء قائم ہے۔ جس کا یک واضح ثبوت ٹرمپ کے ایک سالہ منصوبے میں تین اہم وزراء کے استعفا ہیں۔

حقانی صاحب، ایک تاریخ

مولوی
نور محمد ثاقب

دو عظیم جہادی معرکوں کے بہادر سپوت، مجاہدین کے سالار، علم و عرفان اور تقویٰ کے عظیم مینار، عالمی سطح پر جانے پہچانے جہادی رہنما، عظیم مفکر، فاتح غازی، معروف علمی، روحانی، جہادی، سیاسی، اجتماعی، قائدانہ اور انقلابی شخصیت مرحوم الحاج مولوی جلال الدین حقانی رحمہ اللہ افغانستان میں موجودہ جہاد کی بنیاد رکھنے والی شخصیات میں سے تھے۔ جب افغانستان میں دہریت اور الحاد کا فتنہ پیدا ہوا اور سوویت یونین کے غلاموں، کٹھ پتلیوں، منحرف اور مردود خلقیوں اور پرچمیوں نے سر اٹھایا۔ قبل اس کے کہ یہ لوگ انقلاب ثور برپا کرتے، حقانی صاحب نے ان کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا۔ اس سلسلے میں اپنے گھر، دیہات اور گاؤں سے نقل مکانی کر لی۔ بہت مشکلات اور تکالیف اٹھائیں۔ وہ اور ان جیسے دیگر علماء کو لوگ پاگل اور احمق قرار دیتے تھے۔ یہ جنگ پہاڑ سے ٹکرانے کے مترادف سمجھی جاتی تھی۔

جب ان مرتد اور مردود باغیوں کی بغاوت کے بعد عملاً جہاد کا آغاز ہوا تو حقانی صاحب نے لوگوں کو جہاد کی طرف بلانے میں بڑا کردار ادا کیا۔ پھر عملی جہاد کا آغاز کر دیا۔ وہ ایک جہادی قائد، رہنما اور طاقت ور کمانڈر کی حیثیت سے ہمیشہ اور ہر وقت کمیونسٹوں اور دہریوں کے خلاف محاذ پر رہے۔ جہاد میں بڑی فتوحات حاصل کیں۔ اس جہاد کو پوری ایمان داری، مضبوط عزم اور بہادری سے آگے بڑھایا۔ حقانی صاحب شہرت، ریاکاری، تصنع اور تکلفات سے دور تھے۔ جاہ پرستی، جاہ و جلال، منصب اور مادیات سے کوسوں دور تھے۔ گروپ بندی اور تفرقہ بازی کی اور نہ آپس کے تنظیمی جنگوں میں ملوث رہے۔ ہر وقت لوگوں کے درمیان صلح، مصالحت اور اتحاد کی تاکید کرتے رہتے۔ جہادی سلسلے میں ہزاروں روسی فوجیوں، ان کے کٹھ پتلیوں اور مرتد و مردود خلقیوں اور پرچمیوں کو ہلاکت کی گھاٹی میں دھکیل دیا۔ سرخ لشکروں کے انخلا کے بعد پہلا صوبہ اور مرکز جو مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوا، وہ خوست شہر تھا، جسے ان کی کمان میں فتح کیا گیا۔ انہوں نے جہاد میں بڑی قربانیاں دی ہیں۔ جس میں ان کے خاندان کے افراد، قریبی رشتہ داروں اور بے شمار مجاہدین سمیت بے شمار افراد شہادت سے سرفراز ہوئے۔

ان کی قربانی، بہادری اور بڑے کارنامے آئندہ نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ انہوں نے غیرت، ہمت اور شجاعت کی ایسی تاریخ میراث میں چھوڑی ہے، جس پر مسلم امت ہمیشہ فخر کرے گی۔ قربانیوں اور کارناموں کی داستان کا دورانیہ اتنا طویل ہے، جس سے ایک ضخیم کتب خانہ تیار ہو سکتا ہے۔ جلال الدین حقانی صاحب کی سب سے بڑی خواہش مسلمانوں کا اتحاد اور شرعی نظام کی حاکمیت تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ چودہ سالہ جہاد ضائع ہونے سے بچ جائے اور اس کے ثمرات حاصل کیے جائیں۔ وہ سرخ لشکروں کے نکلنے کے بعد خانہ جنگی کی وجہ سے شروع ہونے والے مظالم، چوری، ڈاکے، غنڈہ ٹیکس اور فسق

و فجور پر بہت کڑھتے تھے۔ جب ان مظالم کے خاتمے کے لیے طالبان سامنے آئے تو مرحوم حقانی صاحب نے پورے اخلاص اور قوت سے عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا ساتھ دیا۔ ان کی مکمل تائید اور حمایت کی۔ وہ اس روشن کاروان کے ساتھی بن گئے۔ اپنے تمام ساتھیوں اور مجاہدین کو امارت اسلامیہ کی صف میں کھڑا کر دیا۔

جب امریکا کی قیادت میں عالمی صلیبی اتحاد نے افغانستان پر جارحیت کی تو مولوی جلال الدین حقانی صاحب نے انتہائی مشکل حالات اور شدید مسائل کے باوجود امارت اسلامیہ کی مدد بھی کی اور قیادت کے نام ایک خط بھیجا، جس میں انہوں نے قیادت کی بھرپور حوصلہ اور ہمت دلائی۔ انہوں نے کہا کہ آپ حالات کی پرواہ نہ کریں۔ جہاد جاری رہے گا۔ میں ایسی بیعت اور وفا پر قائم ہوں، جس کی تجدید کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلاشبہ اس پیچیدہ اور سخت مرحلے میں اُن پر بہت زیادہ دباؤ تھا کہ جہاد سے دست بردار ہو جائیں یا کم از کم امارت اسلامیہ سے تعلق ختم کر دیں۔ ملکی سطح پر ان کے اثر و رسوخ اور عالمی شہرت کو دیکھتے ہوئے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ انہیں لالچ دلانے کے لیے یہ بھی کہا گیا ہو کہ 'وہ اپنے الگ گروپ کا اعلان کر دیں۔ یہ ان کے مفاد میں ہو گا۔' حتیٰ کہ بعض حلقوں نے ان سے تعاون اور مالی معاونت کے وعدے بھی کیے ہوں گے۔ مگر حقانی صاحب ان تمام وعدوں اور دباؤ کے مقابلے میں فولاد کی طرح مضبوطی سے جم گئے۔ انہوں نے امارت اسلامیہ کی حمایت کی۔

حقانی صاحب نے جہاں کمیونزم اور سابق سوویت یونین کے خلاف مؤثر اور حیران کن جنگ لڑی، وہاں امریکی اتحاد کے خلاف بھی پوری سنجیدگی اور بہادری سے طاقت ور جہادی رہنما کی حیثیت سے لڑے۔ انہوں نے اس راہ میں اپنے رشتہ داروں اور ساتھیوں سمیت چار بیٹوں حافظ بدرالدین حقانی، ڈاکٹر نصیر الدین حقانی، محمد عمر اور محمد کی قربانی دی۔ ان کے علاوہ ایک بہادر اور طاقت ور بیٹے محترم خلیفہ سراج الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ ان کے بہترین جانشین ہیں، جو اس وقت امارت اسلامیہ میں نائب امیر المومنین کی ذمہ داری سنبھال رہے ہیں۔ تمام مجاہدین، طلبہ، علماء اور مجاہد عوام ان کی قیادت پر فخر کرتے ہیں۔ وہ ان کی پوری اطاعت کرتے ہیں۔ حقانی صاحب نے روس کے خلاف سچے جہاد کے آغاز اور کامیابی اور امریکی صلیبی جارحیت کے خلاف مقدس جہاد کے آغاز اور تنظیم میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ان کے کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ وہ کبھی بھی کسی ایسے فریق کا حصہ نہیں بنے، جس نے دین، وطن، جہاد اور ملت کو نقصان پہنچایا۔

جناب مرحوم جلال الدین حقانی صاحب کی وفات ایک دردناک سانحہ ہے۔ امید ہے ان کی رحلت سے رواں جہادی تحریک اور تسلسل پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔ افغان عوام کو مایوسی کا سامنا نہیں ہو گا۔ درحقیقت حقانی صاحب مرے نہیں ہیں، ان کی فکر زندہ ہے۔ ان کا جہادی کارواں بڑی آب و تاب سے جاری ہے۔ ان کے بہادر فرزند خلیفہ سراج الدین حقانی حفظہ اللہ نائب امیر المومنین کے طور پر اُن کی فکر و نظر کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالی مرحوم حقانی صاحب کی تمام تکالیف، پریشانیاں، ہجرتیں اور جہاد اپنی وسیع بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اللہ تعالی انہیں جنت الفردوس میں انبیائے علیہم السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور ہم نشینی نصیب فرمائے۔ آمین

جنرل نکولسن کے ادھورے خواب

حبیب مجاہد

افغانستان میں امریکی فوج کے آٹھویں سربراہ جنرل جان مائیک نکولسن 2 ستمبر 2018 کو ایک تقریب میں اپنی ذمہ داریاں اپنے جانشین کے سپرد کر کے سبک دوش ہوگئے۔ وہ پشیمان نظروں اور جھکی گردن کے ساتھ افغانستان سے چلے گئے۔ نکولسن نے دو سال پہلے مارچ 2016 میں افغانستان میں بیرونی جارحیت پسند فوج کے کمانڈر جنرل کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کا آغاز کیا تھا۔ تب مجاہدین نے گروپ حملوں کا آغاز کیا تھا۔ جنوبی صوبے ہلمند کے علاقے موسی قلعہ اور نوزاد کے اہم اضلاع مجاہدین کے ہاتھ آگئے۔ قندوز اور بغلان میں بھی وسیع پیمانے پر حملے جاری تھے۔ شمال میں جہادی حملوں کی شدت نے صدارتی محل کے سیکرٹری کو مجبور کر دیا کہ وہ بذات خود میدان جنگ میں جائیں اور مجاہدین کے حملوں کا راستہ روکیں۔

نکولسن چارج سنبھالتے وقت بہت پُر عزم تھے۔ البتہ وہ افغانستان کی آب و ہوا سے ناواقف تھے۔ انہوں نے اپنی پہلی تقریر میں بہت بڑے دعوے کیے۔ انہوں نے کہا کہ بہت جلد میدان جنگ میں گہری تبدیلیاں لائیں گے۔ طالبان کے فتح کیے ہوئے علاقے واپس لے لیں گے۔ ان کی گروپ حملوں کی قوت کا خاتمہ کر دیں گے۔ بیرونی فوج کی تعداد اور فضائی حملوں میں اضافہ کر کے جنگ کا رخ بدل دیں گے۔ نکولسن نے بعد میں یہ بھی کہا کہ عسکری قوت کے ذریعے طالبان کو مذاکرات پر آمادہ کریں گے، مگر نکولسن یہ بھول کہ ان سے پہلے کے جنرل بھی ایسے خیالات لے کر آئے تھے۔ وہ نامراد ہو کر واپس چلے گئے۔ اس سے قبل جنرل میک کرسٹل اور ڈیوڈ پیٹریاس تھے، جو ان کی طرح بڑے دعوے کرتے رہے۔ مگر ملازمت کے آخری ایام میں ایسے پریشان ہوئے کہ اپنے سیاسی رہنماؤں کو گالیاں دینے لگے۔

جب نکولسن نے بھی کچھ عرصہ افغانستان گزارا تو انہیں معلوم ہوا کہ اس جنگ کا حل عسکریت نہیں ہے۔ وہ اس کے باوجود طاقت اور اسٹریٹیجی کے مختلف حربوں کا استعمال کر کے اپنے ادھورے سپنوں کی تکمیل کرنے کی کوشش میں رہے۔ حال ہی میں نکولسن نے ایک اور سازشی منصوبے کی داغ بیل ڈالی۔ انہوں نے رواں سال کے آغاز میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی حکومت کا ارادہ ہے کہ طالبان پر عسکری دباؤ کے ساتھ سیاسی اور مذہبی دباؤ بھی ڈالا جائے۔ شروع میں لوگ سمجھ نہیں سکے کہ نکولسن کا مذہبی دباؤ کیسا ہوگا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے کٹھ پتلی افغان حکام کے ذریعے درباری علماء کے اجتماعات کا سلسلہ شروع کیا، تاکہ امریکا کے خلاف جاری مقدس جہاد کو دینی حوالے سے چیلنج کیا جائے۔ اس کی شرعی و مذہبی حیثیت کو متنازع کر دیا جائے۔

اس طرح انڈونیشیا سے یہ گمراہ کن سلسلہ شروع ہوگیا۔ بعد میں کابل اور سعودی عرب کے شہر جدہ میں بھی ایسی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ مگر امارت اسلامیہ نے اپنی مضبوط پالیسی اور اطمینان بخش شرعی استدلال سے اس بات کا موقع نہیں دیا کہ نکولسن کے اس 'مذہبی دباؤ' کا سلسلہ کامیاب ہوسکے۔ نکولسن کے مذہبی دباؤ کا سلسلہ بھی ان کی سیاسی اور عسکری کوششوں کی طرح ناکامی سے دوچار ہوا۔ وہ کوئی قابل توجہ نتیجہ نہیں دے سکا۔ اس سلسلے کی ناکامی کے بعد ایک ناکام اور شکست خوردہ جنرل کے طور پر ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں رہا۔ ان کی تمام خواہشات اور امیدیں ناکام رہیں۔ وہ اب نہ افغانستان میں رہنے کے قابل تھے اور نہ دنیا بھر کے صحافیوں سے بات کر سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے خاموشی سے فرار کی راہ اختیار کرنے کو بہتر سمجھا اور اپنے پیش رو جنرلز کی طرح ناکام و شرمسار لوٹے۔

نکولس نے رواں سال 2 ستمبر کو اپنا آخری خطاب کیا اور افغانستان سے چلے گئے۔ ان کا چہرہ اس ملاح کی طرح تھا، جو ڈوبی ہوئی کشتی سے اکیلا زندہ نکل آیا ہو۔ ان کی باتوں میں عسکری آب و تاب کے بجائے شکست اور مایوسی کا رنگ غالب تھا۔ انہوں نے شیروں کی کچھار سے نکلنے کا ارادہ ایسی حالت میں کیا، جب ان کی تمام شیطانی خواہشات خاک میں مل گئی تھیں۔ اس لیے انہوں نے بہت کمزور لہجے میں صلح کی درخواست کی اور طاقت و غرور کے بجائے التجائیہ کے لہجے میں طالبان سے مطالبہ کیا صلح کی درخواست قبول کر لیں۔ جنرل نکولسن کی ناکام واپسی امریکی جارحیت پسندوں اور ان کے حامیوں کے لیے عبرت کا درس ہے۔ اگر یہ لوگ چاہیں تو اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے مستقبل کے تعین کے لیے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ افغانستان میں جنگ جنرلز کی تبدیلی اور ان کے معاوضے بڑھانے سے نہیں جیتی جا سکتی۔ جب تک یہاں بیرونی قوتیں موجود ہیں، ان کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔ حل کا راستہ یہ ہے کہ افغانستان کے معاملات افغان عوام کے سپرد کر دیں اور آئے ہوئے راستے پر واپس چلے جائیں۔

جہاد یا افغان خانہ جنگی؟

شاہد غزنیوال

حال ہی میں جدہ اور مکہ مکرمہ میں افغان جنگ کے حوالے سے منعقد کیے گئے اجلاسوں میں اس جنگ کو غیر شرعی اور افغان خانہ جنگی قرار دیا گیا تھا۔ ان اجلاسوں کے بعد افغانستان میں صوبہ خوست، لوگر، ننگرہار، پکتیا اور قندوز میں امریکی فوج نے مسلسل اتنے حملے کیے کہ خود کابل انتظامیہ کے اعتراف کے مطابق ان میں سیکڑوں لوگ شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔

اگرچہ افغان صدارتی محل اور وہائٹ ہاؤس نے ان حملوں پر دیگر مواقع کی طرح اس بار بھی خاموشی اختیار کیے رکھی۔ مگر افغانستان کے انسانی حقوق کے کمیشن اور اسی طرح سابق صدر حامد کرزئی نے ان حملوں میں بے گناہ عوام کی شہادت کو انسانی جرم قرار دیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بے گناہ افغان عوام کے قتل عام سے احتراز کیا جائے۔ لوگر، ننگرہار، پکتیا اور قندوز کے دیہاتی علاقوں پر امریکا کی بمباری کے علاوہ جنرل نکلسن افغانستان کے سیاسی اور عسکری معاملات پر کھلم کھلا ایسے بیانات دیتے ہیں، جیسے وہی افغانستان کے حکمران ہوں۔ انہوں نے دوستم کی ملک واپسی، طالبان سے عید فائربندی، الیکشن کے لیے نامزدگی کے مرحلے اور داعش کے خلاف فوجی کارروائی سمیت افغان دیگر معاملات بارے ایسے بیانات دیے، جیسے وہی صدرِ افغانستان ہیں۔

یہ الگ موضوع ہے کہ افغانستان کا اصل حکمران کون ہے؟ ہم یہاں صرف یہ سوال واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر واقعۃً یہ افغان خانہ جنگی ہے تو پھر جنرل نکلسن کے ان حاکمانہ بیانات کی کیا توجیہ کی جائے گی؟ جنرل جان نکلسن آج افغانستان میں 'پال بریمر' کی طرح کردار ادا کر رہے ہیں، جو 2004 میں امریکا کی جانب سے صدام حسین کی حکومت کے خاتمے کے بعد عراق کے حکمران بنے تھے۔ تمام انتظامی اور عسکری معاملات ان کی نگرانی میں چلائے جا رہے تھے۔ اگرچہ جان نکلسن افغانستان کے داخلی اور بیرونی تمام معاملات میں مختار کل ہیں، مگر پھر بھی افغانستان میں نام نہاد 'علمائے شوری' اور نکلسن کے دستور پر جمع ہونے والے جدہ اور مکہ کے اجلاس کے شرکاء افغانستان میں امریکا کے خلاف جاری جہاد کو افغان خانہ جنگی قرار دیتے ہیں۔ اگر جنرل نکلسن اور ان کی کمان میں موجود 15 ہزار سے زائد امریکی فوجی افغان ہیں تو پھر ٹھیک ہے، یہ جنگ افغان خانہ جنگی ہے۔ اور طالبان کو یہ جنگ فوری روک دینی چاہیے۔ اگر جنرل نکلسن اور ان کے ہزاروں فوجی، سیکڑوں مشیر امریکی ہیں، انہوں نے افغانستان پر جارحیت کی ہے اور امریکا کے خلاف لڑنے والوں کی مزاحمت کو افغان خانہ جنگی اور غیر شرعی جنگ قرار دیا جا رہا ہے تو پھر یہ کابل، جدہ اور مکہ کے اجلاسوں میں شریک ہونے والے دنیا کے احمق اور بے وقوف ترین افراد ہیں۔

جس جنگ کی اعانت امریکا کر رہا ہے۔ افغانستان میں اس کی عسکری قیادت جنرل جان نکلسن کے ہاتھ میں ہو۔ ملک کی داخلی و خارجی سیاست کی رہنمائی بھی انہی کے ہاتھ میں ہو۔ اسے عقلی اور نہ ہی منطقی طور پر افغان خانہ جنگی کہا جاسکتا ہے۔ یہ تمام تر سیاسی اور عسکری ڈکشنریوں کے مطابق کھلم کھلی جارحیت ہے۔ جو لوگ اسے افغان خانہ جنگی قرار دے رہے ہیں، وہ دراصل عقل، منطق اور بصیرت سے محروم ہیں۔

وہ تا موت حق پر قائم رہے

ذبیح اللہ مجاہد

یہ دنیا جائے بقا نہیں۔ دنیا میں ہمارے لائے جانے کا مقصد ہماری آزمائش ہے۔ انسان کے لیے رہنے کی ابدی جگہ آخرت ہے۔ وہی دار البقا ہے۔ کچھ لوگ دنیا کی رنگینیوں میں اتنے محو ہو جاتے ہیں کہ اس حقیر دنیا کو ہی اپنا اصل ٹھکانہ سمجھ کر آخرت سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ نتیجۃً وہ برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ تصور انسان کی ایک بڑی بھول اور غلطی ہے۔ اس امتحانی مرحلے میں وہی شخص کامیاب ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے دستور پر عمل کیا ہو۔ چوں کہ عمل کی بات کہنے کی حد تک بہت آسان ہے۔ اسے عملاً ثابت کرنے کے لیے استقامت اور قوت ایمانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن لوگوں پر اللہ رب العزت کا خصوصی کرم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی بھلائیوں میں ان کا حصہ رکھا ہو۔ جنت کے اعلیٰ مقامات ان کے لیے آراستہ کیے ہوں، وہ لوگ بہت ہی آسانی سے ان امتحانی مراحل سے سرخ رُو اور کامیاب ہو کر نکل جاتے ہیں۔

ان کے لیے دین پر عمل، دین کے لیے ایثار و قربانی، دین کی راہ میں تکالیف اور عبادات سے لطف اندوز ہونے کا مرحلہ دیکھ کر یقین ہونے لگتا ہے گویا دین پر عمل کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ جب ہم اس قسم کی برگزیدہ ہستیوں کو دیکھتے ہیں تو ہمارا ایمان ہم سے یہی تقاضا کرتا ہے کہ ان سے محبت کی جائے۔ ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آیا جائے۔ ان کا ساتھی بنا جائے۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے مشن کو آگے بڑھانے پر فخر محسوس کریں۔ دو عالمی قوتوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنے والے بے مثال جہادی قائد حقانی صاحب رحمہ اللہ بھی انہی برگزیدہ ہستیوں میں تھے۔ جب بھی کسی مجلس میں ان کا ذکر ہوتا تو میری خواہش ہوتی کہ بار بار ان کا نام لیا جائے۔ یہی ان کی عظمت، اخلاص اور قربانی کا نتیجہ تھا کہ آج ہم ان کے نام پر دنیائے کفر کے سامنے فخر محسوس کرتے ہیں۔

کئی عشرے پہلے کی بات ہے، جب میں نے پہلی مرتبہ ریڈیو کے ایک کمیونسٹ چینل سے حقانی صاحب کے بارے منفی رپورٹ سنی، تب میں کمسن تھا۔ دل میں یہ خیال آیا کہ اس شخص کے بارے ضرور معلومات حاصل کرنی چاہییں، جس کے خلاف کمیونسٹ میڈیا ہر وقت زہر اگلتا رہتا ہے۔ جب کمیونسٹ دور ختم ہوا۔ اسلامی انقلاب کا ظہور ہوا تو حقانی صاحب ہجرت کی زندگی ترک کر کے وطن واپس تشریف لے آئے۔ آپ اپنے قول و عمل اور ظاہری لباس اور وضع قطع سے بالکل ایک منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی جو تصویر کمیونسٹ اور شیطان صفت میڈیا نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی، آپ اس سے بالکل مختلف تھے۔ الحاج حقانی صاحب ایک خدا ترس، مخلص اور درویش صفت انسان تھے۔ انہیں اپنے اصلی ہدف کا اچھی طرح علم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جہاد کی راہ میں کسی ملامت کی پروہ نہیں کرتے تھے۔ وہ نام و نمود کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ اللہ کی راہ میں پیش آنے والی تمام تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ میں اپنی ایمانی قوت کے ذریعے حقانی صاحب کے مقصد اور مشن سے آگاہ ہوں۔ ان کا مقصد اور مشن صرف اللہ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔

آپ بچپن میں یتیم ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود حصول علم کی راہ نہیں چھوڑی۔ فراغت کے بعد گھر جانے کے بجائے جہادی محاذ پر پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک عام مجاہد سے لے کر جہادی رہنما بننے تک وہ حالات جھیلے، جنہیں سن کر ایک انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ زندگی کی آخری سانس تک امارت اسلامیہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ کے ہزاروں ساتھی اب بھی افغانستان کے طول و عرض میں دنیائے کفر اور اس کے اتحادیوں کے خلاف دادِ شجاعت دے رہے ہیں۔ آپ نے درسِ نظامی کا آغاز صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں واقع روحانی مرکز نور المدارس سے کیا۔ جب کہ دورہ حدیث کے لیے پشاور کے نواح میں واقع دار العلوم حقانیہ کا انتخاب کیا۔ دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد آپ پکتیا کے ضلع زرمت تشریف لائے۔ یہاں سے ظلم و جبر کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ جب سوویت یونین کے خلاف پورے چودہ سال کے تاریخی معرکے کے بعد اس عظیم سپاہی نے اپنا آرام و سکون قربان کیے رکھا۔ جب ہزاروں شہداء کی قربانیوں کے بعد جب روس افغانستان سے شکست کھا کر نکلا تو ان کی امیدوں کا مینار کابل ایک بار پھر آگ و خون کا مرکز بن گیا۔ تب کابل مختلف جنگجو گروہوں کے درمیان میدانِ کارزار بن گیا۔ مخلص مجاہدین اس صورتحال سے مایوس ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ جب کہ دوسری جانب اقتدار کے نشے میں چور نام نہاد مجاہدین کابل کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں مصروف تھے۔ لوگوں کی عزتیں نیلام ہوئیں اور ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔

حقانی صاحب نے مجاہدین کے ان گروہوں کے درمیان صلح کرانے کی کوششیں کیں۔ انہیں سمجھایا کہ ہم خانہ جنگی سے جہاد کے ثمرات کھو دیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ باہمی جنگوں میں ملوث افغان عوام کو صلح پر راضی کر کے خانہ جنگی کا

خاتمہ کیا جائے۔ جب حالات بالکل کنٹرول سے باہر ہوئے تو آپ اپنے آبائی علاقے تشریف لائے اور قبائلی جرگوں کے ذریعے کئی قبائل کے درمیان صلح کرائی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے آبائی علاقے میں 'دائرۃ المعارف' کے نام سے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی۔ اس طرح صوبہ خوست میں متحدہ عرب امارات کی مالی مدد سے 'شیخ زید یونی ورسٹی' کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا۔ وہ مذہبی تعلیم کے ساتھ اپنے تباہ شدہ وطن کی آبادی اور ترقی کے لیے عصری علوم کے اداروں کا قیام بھی ضروری سمجھتے تھے۔ جب طالبان تحریک سامنے آئی تو حقانی صاحب کو تو جیسے اسی کا انتظار تھا۔ وہ اتنے خوش ہوئے، جیسے انہیں گمشدہ متاع مل گئی ہو۔ اس وقت انہوں نے اپنے سے کم عمر مجاہد، دین اور وطن کا درد رکھنے والے ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کی مکمل اطاعت کا اعلان کیا۔ ان کے اس اعلان کے ساتھ وسیع علاقے فتح ہوئے۔ طالبان نے پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے بالآخر کابل فتح کیا۔ اس مرتبہ مختلف تنظیموں کے بجائے کابل میں امارت اسلامیہ کی حکومت قائم ہوئی۔ یہی وہ نظام تھا، جس کے لیے حقانی صاحب نے پورے چودہ سال مختلف تکالیف اور مشقتیں برداشت کی تھیں۔ حقانی صاحب نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ طالبان کے ساتھ بیعت سے پہلے وہ ایک نامور کمانڈر کے طور پر جانے جاتے تھے۔ گاڑیوں، ٹینکوں اور اسلحے کی بہتات تھی۔ ان کو فاتح خوست کا لقب دیا گیا تھا۔ طالبان کے ساتھ بیعت پر ان کی حیثیت کیا ہوگی؟! انہوں نے ان تمام خدشات کو پس پشت ڈالا اور اپنی بیعت پر زندگی کی آخری سانس تک ڈٹے رہے۔ نام و نمود کی طلب ہی وہ مرض تھا، جس نے کئی نام نہاد مجاہدین کو راہِ حق سے ہٹایا اور وہ آج بھی دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

حقانی صاحب کی دوسری آزمائش تب شروع ہوئی، جب امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا۔ اب ایک بار پھر وہی پہاڑ اور وہی جہادی محاذ حقانی صاحب کے منتظر تھے۔ ماضی کی نسبت بڑھتی عمر اور جہاد کی پرانی مشقتوں اور تکالیف کے باوجود بھرپور جذبے سے اپنی جہادی صف کو منظم کر کے عالمی کفار کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ اس سے قبل دنیا انہیں ایک عظیم مجاہد کے نام سے جانتی تھی۔ دنیا ان کی تعریفوں کے پل باندھتے ہوئے نہیں تھکتی تھی۔ جب انہوں نے امریکی جارحیت کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا تو انہیں عالمی دہشت گرد قرار دیا گیا۔ گویا کہ قلم ایک بار پھر دشمن کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

حقانی صاحب کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ تھا۔ دنیا کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انہوں نے اپنی اولاد، خاندان اور اپنے تمام متعلقین کو بھرپور قوت سے امریکا کے خلاف جہاد کے میدان کی طرف دعوت دی۔ انہیں تشویش تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو ان کے پرانے ساتھی یا تحریک کے نئے ساتھیوں کو کوئی ورغلا کر جہاد سے دور لے جائے۔ جب 2001ء میں امریکا نے افغانستان پر جارحیت کی تو آپ امریکا کی لسٹ میں سرفہرست تھے۔ ہر جگہ امریکی طیارے آپ کے ٹھکانوں پر بمباری کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک فضائی حملے کے نتیجے میں آپ شدید زخمی ہوگئے۔

درہ شاہی کوٹ میں امریکی فوج کو دن میں تارے دکھانے والے عظیم مجاہد ملا سیف الرحمن منصور رحمہ اللہ نے اپنے نائب شہید مولوی فدا محمد جواد کو حقانی صاحب کی عیادت کے لیے بھیج دیا۔ شہید جواد صاحب کو عیادت کے موقع پر حقانی صاحب نے شہید مولوی سیف الرحمن منصور کے نام پیغام بھیجتے ہوئے کہا کہ 'منصور صاحب کو میرا اسلام کہنا۔ ان سے کہنا کہ کفار کے مقابلے میں ڈٹ جائیں۔ درہ شاہی کوٹ سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹنا۔ صحت یابی کے بعد میں بھی آپ کے ہم رکاب ہوں گا۔ اس لیے مایوس بالکل نہیں ہونا۔'

سوویت یونین کے خلاف جہاد میں ان کا ایک بھائی شہید ہوا تھا۔ آپ کے پورے خاندان نے بہت زیادہ مشقتیں برداشت کی تھیں۔ ابھی گزشتہ جنگ کے زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ انہیں اس ضعیف العمری میں یکے بعد دیگرے اپنے چار جگر گوشوں سمیت خاندان کے درجنوں افراد کی شہادت کے زخم بھی سہنا پڑے۔ حقانی صاحب نے کئی ساتھیوں کی جہادی تربیت کی۔ انہوں نے جارحیت پسند امریکا اور اس کے حواریوں کے غرور کو خاک میں ملایا۔ امریکی اتنے گھبرا گئے کہ اب انخلا اور فرار کا راستہ ڈھونڈنے کے لیے طالبان کے ساتھ مذاکرات کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ حقانی صاحب امارت اسلامیہ کے وہ سپہ سالا ثابت ہوئے، جن پر راہ حق کا ہر مجاہد فخر کر سکتا ہے۔ الحمدللہ! حقانی صاحب کی ایمانی قوت اور جذبے جوان تھے۔ گزشتہ چند سالوں سے ان کے جسم نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ کئی عرصے سے بسترِ علالت پر تھے۔ حقانی صاحب ایک طویل المدت مرض کا شکار ہوگئے تھے۔ جس کی وجہ سے جہادی محاذ پر داد شجاعت دینے اور شہادت کی خواہش پوری نہیں ہونا تقریبا ناممکن ہو گیا تھا۔ وہ اپنے بیٹوں، ساتھیوں کو قربان (شہید) ہوتا دیکھ رہے تھے۔ وہ انہیں مشورہ اور دعا کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتے تھے۔ وہ اپنے محبوب قائد امیر المؤمنین کے ساتھ ملاقات کی خواہش بھی اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔

عمر کے آخری حصے میں ان کا مرض شدت اختیار کر گیا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جب اللہ اپنے کسی محبوب بندے کو جنت میں اعلیٰ مقامات اور مرتبہ دینا چاہتے ہیں، لیکن بندہ اپنے اعمال کے ذریعے اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے بیمار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات اتنے بلند کر دیتے ہیں، جتنے اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھے ہوں۔ پھر اللہ اسے اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔

نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ۔

حقانی صاحب اس دنیا سے رخصت ہوئے، لیکن آنے والی نسلوں کے لیے یہ درس چھوڑ گئے ہیں کہ جو اُن کے نقش قدم پر چلے گا، کامیاب ہوگا۔ حقانی صاحب کی زندگی ہمارے لیے عمل، اخلاص، زہد، تقویٰ، ایثار اور قربانی کی ایک مثال بن گئی ہے۔ ہم انہیں اللہ کی راہ میں زندگی صرف کرنے والے ایک عظیم مجاہد سپہ سالار کے طور پر ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

ٹرمپ کی اقتصادی جنگ!

خبیر احمد

حالیہ چندماہ میں صدرٹرمپ نے چینی برآمدات پر کئی گنااضافی ٹیکس بڑھا دیا ہے جس کے مقابلے میں چین نے بھی اسی طرح کے اقدامات کا آغاز کیا ہے۔اس کے ساتھ ہی ٹرمپ کی شروع کردہ اقتصادی جنگ روس سمیت یورپین ممالک میں بھی پہنچنے لگی ہے۔ان سے کہا گیا ہے کہ روس اور یورپ سے آنے والی المونیم اور فولاد کی مصنوعات پر بھاری برآمدی ٹیکس لگایا جائے گا۔ٹرمپ نے گزشتہ ہفتے اعلان کیا تھا کہ پہلے قدم کے طور پر گزشتہ ماہ امریکا لائی گئی اجناس کے تناسب سے 25 فیصد ٹیکس منہا کیا جائے گا جو کم از کم 50 ارب ڈالر بنتے ہیں۔دوسری جانب چین کی وزارت تجارت نے بھی کچھ روز قبل اعلان کیا کہ آج کے بعد امریکا سے درآمد ہونے والی 659 قسم کی اجناس پر 50 ارب ڈالر کی مقدار کا ٹیکس لگایا جائے گا۔

اب تک چین سے امریکا لے جائے جانے والے سامان میں سے مال بردار جہازوں کے ٹائر، دوربین اور دیگر تکنیکی پرزوں اور گھریلو استعمال کی الیکٹرک اشیاء اور دیگر قابل استعمال اشیاء کو نئے ٹیکس آرڈر میں شامل کر دیا گیا ہے۔چین نے زرعی شعبے میں مختلف امریکی وسائل اور بحری غذائی اشیاء پر 15 سے 30 فیصد نئے ٹیکسز بڑھا دیے ہیں۔ٹرمپ نے چین کے ساتھ اقتصادی میدان میں پنجہ آزمائی شروع کر دی ہے۔حالانکہ اس سے ایک مہینا قبل چینی حکام اور ماہرین کا خیال تھا کہ ٹرمپ تصادم کی پالیسی چھوڑ دیں گے۔ مگر ایسا لگتا ہے ٹرمپ افغانستان اور عراق جنگ سے پہنچنے والے 200 ارب ڈالر کے نقصان کو چین اور دیگر ممالک پر بے رحمانہ ٹیکس لگا کر پورا کرنا چاہتے ہیں۔

ٹرمپ چین سے اپنی تجارتی کشیدگی اور خطرناک کشمکش آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔کیوں کہ انہیں یقین ہے اس سے امریکا کی زیر تعمیر اقتصادی پالیسیاں اور بڑی کمپنیوں کی تعمیر ہوگی۔اکثر معاشی ماہرین کو یقین ہے کہ امریکا اس درجے کو نہیں پہنچا کہ وہ چین کے ٹیکسوں کے بغیر اپنی ضروریات پوری کر سکے۔انہیں یقین ہے کہ چین کے ساتھ صنعتی میدان میں مقابلہ اگر ایک جانب چین کو بڑے بڑے منافع سے محروم کر سکتا ہے تو دوسری جانب امریکا خود اپنے آپ کو قحط میں ڈال رہا ہے۔اسی طرح ٹرمپ کے مشیروں کا کہنا ہے کہ ٹرمپ کی زور آزمائی صرف چین تک محدود نہیں ہے، بلکہ یورپین ممالک کے ساتھ بھی المونیم اور فولاد پر لاگو ہونے والے ٹیکسز پر جنگ چھڑ گئی ہے۔جن پر 10 سے 20 فیصد تک مزید ٹیکسز لاگو ہوں گے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکا پوری دنیا سے اقتصادی جنگ لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔اس سے امریکا کی اسٹاک ایکسچینج شیئرز مارکیٹ پر منفی اثر پڑے گا۔جب کہ اس نقصان کا ازالہ انتہائی خطرناک ہوگا۔

روس کے وزیر اقتصادیات میکسم اور شکین نے اعلان کیا ہے کہ ان کا ملک امریکا کی جانب سے ٹیکسز لگائے جانے کے مقابلے اسی طرح کا اقدام کرنے کے لیے تیار ہے۔ان کا کہنا تھا کہ امریکا چاہتا ہے المونیم اور فولاد پر بھاری ٹیکس لگا کر روس کو 87.6 ارب ڈالر کا نقصان پہنچایا جائے۔اس لیے روس کو بھی حق ہے کہ روس سے امریکا برآمد ہونے والی اشیاء جیسے الیکٹریک سامان وغیرہ، صنعتی پروڈکٹس اور گیس کے شعبے میں 25 سے 40 فیصد تک ٹیکس عائد کر دے۔ ایسے شواہد نظر آ رہے ہیں کہ اس اقتصادی جنگ میں چین، روس، کینیڈا اور یورپی یونین کے رکن ممالک ایک طرف اور امریکا ایک طرف ہے۔

ماہرین کے مطابق امریکا یا تو دنیا سے چھیڑی ہوئی اقتصادی جنگ آگے بڑھائے گا یا عسکری جارحیت و یک طرفہ سیاست کو جاری رکھے گا۔اگر امریکا دنیا کو جنگ برآمد کرنا چاہتا ہے اور دنیا کی اقتصادی پاور بھی رہنا چاہتا ہے تو بلاشک وشبہ اقتصادی میدان میں اس کا مغرور ڈھانچہ متزلزل ہو کر گر جائے گا۔

نئے جنگجو ٹولے کی تشکیل

خالد افغان زوی

حال ہی میں میڈیا نے رپورٹ دی ہے کہ امریکی ایما پر کابل انتظامیہ وزارت دفاع کے ذریعے افغانستان کے دور دراز علاقوں میں ایک نیا جنگی گروپ تشکیل دینے کی تیاری میں ہے۔ جسے 'محلی فوج' کا نام دیا گیا ہے۔اسے دور دراز علاقوں کی سکیورٹی سنبھالنے کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ ذرائع کے مطابق وزارت دفاع پہلے مرحلے میں مشرقی افغانستان سے افغان فوج کے 5000 سابق اہل کاروں اور حکومتی افراد کو بھرتی کرے گی۔ ان کی تنخواہ افغان فوجیوں سے کم ہوگی۔ ان کے افسروں کی تنخواہ افغان فوج کے برابر ہوگی۔اس نئے گروپ کی تشکیل کی خبر پچھلے سال ستمبر میں منظر عام پر آئی تھی۔اس پر عملی کام کے آغاز کی خبر رواں برس جون کی 27 تاریخ کو دیکھی گئی، جب ننگرہار کے ضلعی ذمہ داروں نے میڈیا کو بتایا کہ 'محلی فوج' کے نام سے افراد کی بھرتی شروع کی جاچکی ہے۔

افغانستان میں اس قسم کے مقامی جنگجوؤں کی تشکیل کا آغاز تب ہوا، جب روسی فورسز اور حکمران کمیونسٹ جماعت کی فوج کو افغانستان کے دیہی علاقوں میں مجاہدین کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت کمیونسٹوں نے اپنی فوجی نقصانات کی شرح کم کرنے کے لیے غیر تعلیم یافتہ اور غیر تربیت یافتہ افراد کو قبائلی بنیادوں پر مسلح کرنا شروع کیا۔ جن میں سب سے معروف ملیشیا دوستم کی تھی۔ اس کے علاوہ رسول پہلوان، سید منصور نادری، عبدالجبار قہرمان، عصمت مسلم اور چند دیگر افراد کے بھی کئی جنگجو گروپ ان کی رہنمائی میں مجاہدین کے خلاف برسرپیکار رہے۔ یہ ملیشیائیں بعد میں حکومت کی اہم فوج میں تبدیل ہوگئیں۔ اگرچہ انہوں نے کچھ عرصہ مجاہدین کی پیش قدمی روکے رکھی، تاہم کچھ ہی عرصہ بعد یہ جنگجو کمیونسٹ حکومت کے لیے دردسر بن گئے۔ ان ملیشیاؤں کی وجہ سے کئی علاقوں میں قومی، لسانی اور علاقائی تعصبات کا آغاز ہوا۔ کئی علاقوں میں ملیشیا کے افراد نے لوٹ مار شروع کردی۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر نجیب نے اپنی حکومت کی بقا کے لیے جو ملیشیا بنائی، اسی نے ڈاکٹر نجیب کی حکومت کا تختہ الٹا۔ سب سے پہلے دوستم باغی ہو کر شمالی افغانستان کو مرکزی حکومت سے الگ کر گئے۔ بعد میں اسی ملیشیا نے جبل السراج کے ساتھ اتحاد کر کے نجیب حکومت کے خلاف خاموش بغاوت کی اور کابل کا کنٹرول سنبھال لیا۔ یہ ملیشیا بعد میں مجاہدین کی حکومت کے لیے بھی مشکلات کا باعث بنی۔ کابل میں تباہی اور لوٹ مار میں دوستم کی ملیشیا کا ہاتھ تھا۔ کئی مرتبہ اتحادی تبدیل کرنے کی صورت میں ہمیشہ جنگ کا بازار گرم کیے رکھا۔

موجودہ جارحیت پسند فوج اور اس کے کاسہ لیسوں نے کمیونسٹ دور کے مقامی جنگجو گروہوں کی ناکامی سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ امریکی فوج کے سابق سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے مقامی جنگجوؤں کے مختلف گروہ تشکیل دینے کا آغاز 2011ء میں کیا۔ پیٹریاس اسی قسم کے جنگجو عراق میں بھی کھڑے کر چکا تھا۔ افغانستان میں اسی تجربے کی بنیاد پر کئی ملین ڈالرز خرچ کر کے جنگجو بھرتی کیے گئے۔ جنگجو گروہ کی تشکیل کا یہ منصوبہ افغان تاریخ کا سب سے تلخ تجربہ ہے۔ ایسے گروہوں میں بے روزگار، جرائم پیشہ اور مجرم لوگ شامل ہیں۔ ان کی بھرتی کے لیے تعلیم کی کوئی شرط نہیں تھی۔ انہیں ٹریننگ کے مرحلے سے گزارنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی۔ جو نوجوان ان کے ہاتھ آتا، اسے اسلحہ تھما دیا جاتا ہے۔

مقامی جنگجو دیہی علاقوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے لگے۔ لوگ اپنی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لیے نقل مکانی پر مجبور ہوگئے۔ کئی علاقوں میں مجاہدین نے اس فتنے کی سرکوبی کی، لیکن جنگجو جن علاقوں میں پاؤں جمانے میں کامیاب ہوئے، وہاں عوام کی زندگی اجیرن بنادی گئی۔ جنگجو ہر مذہبی وضع قطع رکھنے والے شہری کو طالبان یا مجاہد ڈیکلیئر کر کے گرفتار کر لیتے۔ اس پر بے پناہ تشدد کرتے

خود ساختہ جیلوں میں انہیں قتل کر دیا جاتا۔ لوگوں سے زبردستی بھتہ وصول کرنا، چھاپوں کے دوران قیمتی زیورات اور نقدی لوٹ لینا، عوام پر جبری ٹیکس عائد کرنا اور متعدد اخلاقی جرائم ان کا شیوہ رہا۔ یہی وجہ تھی کہ جنگجو جارحیت پسندوں اور کابل انتظامیہ کے لیے فائدے کے بجائے نقصان کا باعث بنے۔ چوں کہ یہ تمام جنگجو کابل کے نمائندے سمجھے جاتے تھے، اس لیے ان کا ہر جرم عوام اور حکومت کے درمیان مزید فاصلوں کا باعث بنا۔ ان جنگجوؤں کو میڈیا میں سراہا جاتا۔ ان کے لیے سیکڑوں ملین ڈالر اخراجات کیے گئے۔ چند سال گزرنے کے بعد یہ منصوبہ فلاپ ہو گیا۔ کئی علاقوں میں مجاہدین کی کاروائیوں اور شہریوں کی جانب سے مجاہدین کی بھرپور حمایت نے جرائم پیشہ افراد کو مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس سے مجاہدین کی صف مزید مضبوط ہوگئی۔ آہستہ آہستہ دیہی علاقے مکمل طور پر مجاہدین کے کنڑول میں آگئے۔ اب یہ لوگ غزنی، ہلمند، قندھار اور پکتیکا میں بہت محدود تعداد میں موجود ہیں۔ بقیہ افغانستان سے ان کا صفایا ہو چکا ہے۔ ان کے زیر قبضہ علاقے مجاہدین کے کنڑول میں آگئے ہیں۔

موجودہ محلی فوج منصوبے بارے یہ واضح ہے کہ یہ بہت پرانا فارمولا ہے۔ ایسی فوجوں کا انجام بھی امریکی یا افغان فوج سے مختلف نہیں ہوگا۔ افغان عوام امریکی سازشوں سے آگاہ ہیں۔ وہ دشمن کے خوش نما ناموں سے دھوکہ نہیں کھائیں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان جنگجوؤں کی وجہ سے ہماری جان، مال او عزت خطرے میں تھی۔ حتیٰ کہ بعض علاقوں میں گھر گھر میں دشمنی کے بیج بوئے جا چکے ہیں، نوجوان نسل کو بے راہ روی اور فحاشی کی گندی وادی میں لے جا کر اپنا مکروہ چہرہ بے نقاب کر چکے ہیں۔

اسی طرح وہ سابقہ جنگجو بھی یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کس طرح امریکی جارحیت پسند اور کابل انتظامیہ مشکل وقت میں انہیں بے یار و مددگار چھوڑ جاتے، طالبان کے ہاتھوں قتل ہونے والے بے شمار جنگجوؤں کی جانی نقصانات پر کابل انتظامیہ اور ان کے آقا جارحیت پسند ہمیشہ مکمل خاموشی اختیار کرتے رہے۔ اسی لیے انہیں چاہیے کہ اپنے آقاوں کا جفا یاد رکھتے ہوئے کبھی ان کا ساتھ نہ دیں۔

جارحیت پسند اور ان کے کاسہ لیس کابل انتظامیہ نے دور دراز علاقوں سے اپنے اہلکاروں کے انخلاء کا فیصلہ کیا ہے۔ اب ان علاقوں میں جنگ کی ذمہ داری مذکورہ نئے جنگجوؤں کے سپرد کر دی جائے گی۔ ان نئے جنگجوؤں کی کامیابی کے امکانات اگرچہ بہت کم ہیں لیکن عوام اور مجاہدین کو مل کر اس منصوبے کو ناکام بنانا ہوگا انہیں مل کر ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ دشمن کی یہ سازش آغاز میں ہی ناکامی سے دوچار ہو جائے اور اس وجہ سے ان علاقوں میں کچھ ناسمجھ اور ورغلائے ہوئے نوجوانوں کی موت کی وجہ نہ بنے۔

کابل انتظامیہ کی وزارت دفاع کے ترجمان رادمنش کا کہنا ہے کہ ان مقامی جنگجوؤں کی بھرتی میں ان لوگوں کو ترجیح دی جائے گی، جنہوں نے اس سے قبل افغان فوج میں خدمات انجام دی ہوں اور وہ کسی وجہ سے یہ نوکری چھوڑ چکے ہوں۔ موجودہ کٹھ پتلی فوج میں موجود اکثریت کا تعلق افغانستان کے مشرقی اور شمالی صوبوں سے ہے۔ ان صوبوں سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد نے امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں سے افغان فوج کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ امارت اسلامیہ نے انہیں مخصوص کارڈ دیے ہیں۔ اُن سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ وہ دوبارہ اس فوج کا حصہ نہیں بنیں گے۔

طالبان کو چاہیے ان علاقوں میں سرنڈر ہونے والے اہل کاروں پر خصوصی نظر رکھیں، تاکہ دشمن دوبارہ انہیں اپنے ناپاک عزائم کے لیے استعمال نہ کر سکے۔

اسی طرح دعوت وارشاد کمیشن کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ ہر علاقے میں علمائے کرام اور قبائلی عمائدین کے ساتھ مل کر وسیع پیمانے پر دعوت کا آغاز کیا جائے۔ جو افراد مجاہدین سرنڈر ہو چکے ہیں، انہیں سمجھایا جائے کہ دوبارہ دشمن کی صف میں شامل ہونے سے گریز کریں۔ کیوں کہ اس اقدام سے وہ مجاہدین کے ساتھ کیے گئے عہد کو توڑ بیٹھیں گے، جس کی وجہ سے مجاہدین بھی ان کے خلاف سخت اقدامات اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں عوام کو سابقہ جنگجوؤں اور کٹھ پتلیوں کے مظالم سے آگاہ کیا جائے۔ عوام کو ان کے انجام سے بھی باخبر رکھا جائے کہ مجاہدین نے ان کا کیا حشر کیا ہے! اس لیے مجاہدین سمیت عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ دشمن کی اس شیطانی سازش کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔

حقانی صاحب مشعل راہ ہیں

مولوی محمد یعقوب

سب سے پہلے افغانستان کے مجاہد عوام اور اپنے جہادی رہنما حقانی صاحب نوراللہ مرقدہ کے خاندان، مجاہدین اور محاذ پر موجود ان کے ساتھیوں اور بہی خواہوں سے ان کی وفات پر تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ افغانستان کے مقدس معرکوں کے اس عظیم مجاہد کی تمام جہادی، دینی اور سماجی خدمات اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ انہیں جنت کے اعلیٰ مقامات اور انعامات نصیب فرمائے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حقانی صاحب کا شمار ان مجاہد رہنماؤں میں ہوتا ہے، جنہوں نے سوویت یونین اور کمیونسٹ ٹولے کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ حقانی صاحب نے کمیونسٹ حکومت کے خلاف گوریلا جنگ کے ساتھ اپنے ایک بڑے گروپ کے ذریعے بھی سوویت فوج کو ناکوں چنے چبوائے۔ آپ نے افغانستان کے جنوب مشرقی صوبوں کے پہاڑی علاقوں کو ایک ناقابل تسخیر جہادی مورچوں میں تبدیل کیا۔ یہاں سے سوویت جارحیت پر تابڑتوڑ حملے کر کے صوبہ خوست فتح کیا۔

روس کی شکست اور انخلا کے بعد حقانی صاحب نے جہادی فتوحات کے ساتھ خیر خواہی کا مؤقف اپناتے ہوئے باہمی لڑائیوں سے خود اور اپنے ساتھیوں کو دور رکھا۔ جنگجو گروہوں سے کئی مرتبہ اپیل کی کہ آپ کی لڑائیاں دین اور وطن دونوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ جب عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نوراللہ مرقدہ کی رہنمائی میں طالبان سامنے آئے اور اُن کی کارروائیاں پکتیا تک پہنچیں تو حقانی صاحب نے اس علاقے کے تمام جہادی رہنماؤں کو ہدایت کی کہ طالبان تحریک کی حمایت کریں۔ انہیں اجازت دیں کہ پکتیا کے تمام پہاڑی اور میدانی علاقوں میں اسلام کے یہ سچے سپاہی اللہ کے دین کے نفاذ کا عمل یقینی بنائے۔ جب امریکا اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر جارحیت کی تو حقانی صاحب نے ایک مرتبہ پھر اپنا مؤقف واضح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ 'امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا، جیسے روس کے خلاف جاری تھا۔ انہوں نے اپنے اس دعوے کو عمل سے ثابت بھی کر دکھایا۔

حقانی صاحب وہ شخصیت تھے، جنہوں نے امریکا اور نیٹو کے خلاف امارت اسلامیہ کے پرچم تلے جہادی کارروائیوں کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔ کئی سالوں تک مجاہدین کی رہنمائی کرتے رہے۔ مرض کی شدت اور ضعیف العمری کے سبب یہ ذمہ داری ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اپنا کام بہادر اور مجاہد بیٹوں کے حوالے کر دیا۔ انہیں زندگی کے آخری سانس تک امارت اسلامیہ کی جہادی صف میں کفر اور گمراہی کے خلاف جہاد اور عوام کے لیے خدمات سرانجام دینے کی ہدایت کی۔

حقانی صاحب کی وفات واقعی امارت اسلامیہ کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ البتہ شکر کا مقام یہ ہے کہ آپ بھی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی طرح جہاد کے آغاز سے زندگی کی آخری سانس تک ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہے۔ یہی وجہ ہے آپ کے بعد آپ کے ساتھی اور مجاہدین آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فخر کریں گے۔ ان کے مشن کی تکمیل کو ایک بڑی سعادت سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں ان کا ساتھی بنائے۔ آمین۔

جہاد کے معمار بچھڑ گئے

محمد عباس

الحاج مولوی جلال الدین حقانی کا شمار جہاد کے ان قابل فخر رہنماؤں میں ہوتا ہے، جنہوں نے نہایت صبر، حوصلے، عزم، استقامت اور ایثار کے ساتھ سوویت یونین اور امریکی جارحیت کے خلاف افغان مسلمانوں کو منظم رکھا۔ بلا شبہ حقانی صاحب رحمہ اللہ کے انتقال سے تاریخ کا ایک باب بند ہوا۔ وہ ان ہستیوں میں سے ایک تھے، جن کی زندگی اور کارنامے ایک جانب طاغوت اور اس کے حواریوں کے لیے درد سر تھے تو دوسری جانب مجاہدین اور مسلمانوں کے دفاع کی ایک مضبوط دیوار تھے۔ ان کی موت عالم اسلام کے لیے سانحے سے کم نہیں ہے۔ بالخصوص مجاہدین کے لیے ایک ایسا خلا ہے، جسے پُر ہوتے ہوئے عرصہ دراز گزر جائے گا۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے۔

اس دنیا میں ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس دار فانی میں کوئی جتنا بھی بہادر، ہوشیار، مضبوط، امیر اور زندگی کی مختلف سہولیات و نعمتوں سے لطف اندوز ہو، ایک دن ضرور اس دنیا سے جانا ہوگا۔ کوئی ذی روح دنیا میں باقی رہنے کے لیے نہیں آیا۔ انسان کی غفلت اور لاپروائی کا یہ حال ہے کہ اس نے ہمیشہ اس تلخ حقیقت کو بھلائے رکھا اور دنیا کے رنگینیوں اور دل چسپیوں میں ایسا محو رہا، جیسے اس نے ہمیشہ یہاں رہنا ہے۔ جب ہم کل تک حقانی صاحب کا نام لکھتے پڑھتے تھے تو اس کے ساتھ حفظہ اللہ اور مد ظلہم کہتے تھے۔ آج ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ، مرحوم اور مغفور جیسے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ حقانی صاحب نے بہت دلیری اور بہادری سے دو بڑی استعماری قوتوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں۔ انہوں نے مشرقی استعمار اور مغربی استعمار کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔

ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالی کے قوانین میں تبدیلی نہیں آتی۔ شاعرانہ اور جذباتی خیالات کے ساتھ بھی اس کے مفہوم کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالی حقانی صاحب کے لیے یہ سفر آسان فرمائے۔ اللہ تعالی ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کے جانشین (امارت اسلامیہ کے معاون ملا سراج الدین حقانی حفظہ اللہ) کو صبر اور برداشت کی توفیق عطا فرمائے۔ انہیں استقامت فی الدین کے ساتھ اسلام اور ملک کی خدمت کے لیے لمبی عمر عطاء فرمائے، تاکہ وہ حقانی صاحب رحمہ اللہ کی تشنہ طلب امیدوں کو پورا کر سکیں۔ حقانی صاحب عزیمت، استقامت اور بہادری کے اس عظیم قافلے کے رہنما تھے، جس نے تاریخ کے ہر دور میں اپنے خون سے گلشن کی آب یاری کی ہے۔ اسلام کی شمع روشن رکھی اور عالمِ کفر کی تاریکی اور ظلمت کے خلاف مردانہ وار مقابلہ کیا۔ فولادی عزم کے ساتھ اپنے مؤقف پر مرتے دم تک ڈٹے رہے۔ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اپنی جان قربان کرنے سے دریغ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان کے دیگر افراد، لخت جگر اور مال و دولت کی قربانی سے دریغ کیا۔

حقانی صاحب نے مادرِ علمی 'دار العلوم حقانیہ' سے حصول علم کا سلسلہ مکمل کیا تھا۔ ایشیا میں دار العلوم دیوبند کے بعد حقانیہ کا دوسرا مقام ہے۔ حقانیہ کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رحمہ اللہ کے تمام شاگردوں میں حقانی صاحب سب سے بہترین تھے۔ اسی مناسبت اور تعلق کی بنیاد پر 'حقانی' موصوف کے نام کا جزو بن چکا ہے۔ آج کے دور میں علمی اور دینی حلقوں کے علاوہ عوامی حلقوں میں بھی جہاں 'حقانی' لفظ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ذہن میں اُنہی کا نام گردش کرتا ہے۔ مولانا عبد الحق دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ انہیں وہاں درس و تدریس کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ وہ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ مولانا مدنی رحمہ اللہ برصغیر کے تمام جہادی، علمی، سیاسی اور قومی تحریکوں کے بانی اور سربراہ مولانا شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی کے نہ صرف خصوصی شاگرد تھے، بلکہ ان کے علمی اور سیاسی وارث بھی تھے۔ انہوں نے تدریس اور علمی خدمات کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کے لیے لازوال قربانیاں دی ہیں۔ انہوں نے انگریز استعمار کے ہر تشدد اور ظلم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ جزیرۂ مالٹا میں اپنے مرشد شیخ الہند رحمہ اللہ کے ساتھ کئی سالوں تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ اپنے اصولی مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹے۔

خوش قسمتی سے ان کے شاگردوں اور اُن کے شاگردوں میں بھی اسلامی غیرت، ہمت، آزادی اور وقار کا رنگ غالب ہے۔ ان کا تعلق جس علمی سلسلے سے تھا اور جن اسلاف کے وہ پیروکار تھے، ان کی زندگی اور تاریخ قربانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے حقانی صاحب بھی مرتے دم تک اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔ انہوں نے عارضی مراعات کی خاطر اسلامی اور جہادی اقدار پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دوران بہت سے معروف جہادی رہنما امریکی جارحیت کے وقت نہ صرف جہاد سے دست بردار ہوئے، بلکہ امریکی قافلے کے ساتھی بن گئے۔ حقانی صاحب نے اپنا مقدس مشن نہیں چھوڑا۔ دن رات ایک کر کے استعماری قوتوں کے خلاف علم جہاد بلند رکھا۔ اسلام کے دفاع کے لیے سب کچھ قربان کیا۔ انہوں نے تمام حالات کا جوان مردی سے مقابلہ کیا۔ اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان چاہنے والوں کو ان کے مقدس مشن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نائب امیر خلیفہ
سراج الدین حقانی

والد، بیٹے کی نظر میں

نمائندہ شریعت کی رپورٹ کے مطابق ثقافتی کمیشن کی قیادت اور کئی اراکین نے امارت اسلامیہ کے نائب امیر محترم خلیفہ ملا سراج الدین حقانی حفظہ اللہ کی موجودگی میں اس مخصوص تعزیتی نشست میں حصہ لیا، جو امت مسلمہ کے روشن جہادی ستارے اور بہادر سپوت جلال الدین حقانی نوراللہ مرقدہ کی وفات منعقد ہوئی تھی۔ نشست کے آغاز محترم وثیق صاحب کی تلاوت سے کیا گیا۔ بعد ازاں ثقافتی کمیشن کے مشیر محترم مولوی محمود نے تمہیدی گفتگو کی۔ مرحوم حقانی صاحب کی علمی، جہادی اور سیاسی خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا:

'جناب حقانی صاحب عالم دین تھے۔ انہوں نے پہلے جہاد اور مزاحمت کے شرعی اور علمی پہلو کے حوالے سے خوب آگاہی حاصل کی۔ ان کا ہر اقدام دینی علم اور شرعی ہدایات کی روشنی میں ہوتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالی نے انہیں لغزشوں سے محفوظ رکھا۔ علم ایک ایسی روشنی ہے، جس کی دینا کے ہر شعبے کو اشد ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب حقانی صاحب نے اپنی دینی خدمات صرف اور صرف اللہ تعالی کی رضا کے لیے شروع کی تھیں۔ ان کے دل میں اخلاص تھا۔ کوئی دنیوی دولت، حکومت، اقتدار، شہرت، مخالفت اور مادیات ان کا مقصد اور ہدف نہیں تھا۔ اسی لیے وہ داخلی جنگوں میں گرے اور نہ چند روزہ نام نہاد اقتدار کے لیے اپنی بڑی جہادی حیثیت کو داغ لگائے۔ اللہ تعالی نے انہیں بہت سخت مراحل میں پاک صاف رکھا۔'

اس گفتگو کے بعد ثقافتی کمیشن کے سربراہ مولوی محمد عارف نے حقانی صاحب کی جہادی خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس عظیم جہادی اور علمی ہستی کی وفات کو بہت بڑا نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ 'مرحوم حقانی صاحب نے صرف علمی محاذ کی بنیاد نہیں رکھی، بلکہ وہ ثقافتی اور مطبوعاتی حوالے سے بھی بہت سرگرم تھے۔ اُن کی یہ خدمات ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔'

بعد ازاں امارت اسلامیہ کے نائب امیر محترم سراج الدین حقانی حفظہ اللہ نے ساتھیوں کی ان دعاؤں اور نیک تمناؤں کا شکریہ ادا کیا۔ ثقافتی کمیشن کی کارکردگی کو قابل تعریف قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ دشمن کے پاس اب زہریلے پروپیگنڈے کے سوا کچھ نہیں بچا۔ ثقافتی کمیشن نے اس حوالے سے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں، جس نے دشمن کو پریشان کر رکھا ہے۔ یہ ساتھی مزید بھی دشمن کے ناپاک عزائم کی جانب متوجہ رہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں کہا کہ ہر سانس لینے والا موت کا ذائقہ چکھے گا۔ اس سے کسی کو خلاصی نہیں ہے۔ ہمارے والد صاحب اللہ تعالی کے بندے تھے۔ یقیناً اللہ تعالی کی تقدیر کے مطابق انہیں اس دنیا سے جانا تھا۔ اللہ تعالی کی حکمت کے سامنے ہمیں سر تسلیم خم کرنا ہی پڑے گا۔ اگرچہ ہمارے والد صاحب اب اس دنیا میں موجود نہیں ہیں، مگر الحمدللہ ان کی جہادی فکر اور کفر و گمراہی کے خلاف شروع کیے گئے محاذ زندہ ہیں۔ ہم اپنی قوت سے فاتحانہ قدم اٹھا رہے ہیں۔

جناب خلیفہ صاحب نے مرحوم حقانی صاحب کی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی بڑی خواہش یہ تھیں کہ امارت اسلامیہ کی صف اور قیادت متحد، مضبوط اور طاقت ور ہو۔ اللہ تعالی اسے ان حربوں اور سازشوں سے پاک وصاف رکھے، جو اس کے دشمن چاہتے ہیں کہ ان کے درمیان اختلاف و تفرقہ ڈال دے۔ انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر دے۔

محترم خلیفہ صاحب نے مزید کہا ہے کہ جب مرحوم عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حیات تھے اور قاصدوں کے ذریعے ہدایات بھیجتے تھے تو ہمارے والد صاحب کے پاس بھی ایک قاصد بھیجا، تاکہ وہ حقانی صاحب سے ملاقات کریں اور حال احوال اور ضروری باتوں سے انہیں باخبر کریں۔ قاصد نے حقانی صاحب سے کہا کہ ملا صاحب نے کہا ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان رابطے کا ذریعہ یہی قاصد ہوں گے۔ قاصد جب والد صاحب سے ملاقات کے بعد رخصت ہوا تو ہم نے والد صاحب سے کہا کہ ہم اس وقت انتہائی مقروض ہیں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو اس قاصد کے ذریعے ملا صاحب سے کہلوا دیں کہ ہمارے قرضے ادا کرنے میں ہماری مدد کی جائے۔ والد صاحب نے ہماری اس بات کی مخالفت کی اور فرمایا کہ ملا صاحب نے تو شفقت فرمائی ہے کہ خاص قاصد ہمارے پاس بھیجا ہے۔ اللہ تعالی انہیں اس کا اجر دے۔ مگر اس کام کے لیے ملا صاحب نے اپنے نائب 'ملا عبیداللہ اور ملا برادر' متعین کر دیے ہیں۔ آپ لوگ یہ مطالبہ ان کے سامنے رکھیں۔ اس سے امارت اسلامیہ کے نظم وضبط کو قوت ملے گی۔ میری یہ وصیت ہے کہ ملا صاحب جس کو بھی انتظامی سربراہ متعین کرلیں، ہمیشہ اسی سے رابطے میں رہا کرو۔

امارت اسلامیہ کے نائب کے بعد ثقافتی کمیشن کے علاقائی ذمہ دار محترم ایمل اور محترم زبیر، شعبہ فیس بک کے ذمہ دار محترم خوستوال صاحب، امارت کے دفتر کے رکن مولوی انوار الحق اور مولوی سیف الدین نے اپنی گفتگو کی۔ بعد ازاں یہ مجلس دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

میری لڑائی کا مقصد؟

صلاح الدین صارم

میں روبوٹ نہیں ہوں۔ میرے پاس ایک محسوس کرنے والا جسم ہے۔ عقل بھی سلیم ہے۔ میں نشہ نہیں کرتا کہ حواس کھو بیٹھا ہوں۔ کٹھ پتلی اور غلام بھی نہیں ہوں کہ ہدف کے حصول کے بغیر قربانی دوں۔ کوئی اور وجہ بھی نہیں ہے کہ میں جنگ پر مجبور ہوا ہوں اور نہ بے وجہ کا جذباتی ہوں کہ ہوش کے بغیر جوش میں میدان جنگ میں کود پڑا ہوں۔ میں زندگی کی تمام لذتوں اور رنگینیوں کو جاننے کے باوجود ایک عظیم مقصد کے لیے قربانی پیش کر رہا ہوں۔ زندگی سے تنگ ہوں اور نہ ہی دیوانہ ہوں۔ عشق اور محبت جانتا ہوں۔ محبت کے درد کا مزہ بھی معلوم ہے۔ عشق کی صلاحیت اور تجربہ بھی رکھتا ہوں۔ مگر اس سب کے باوجود میں جنگ پر آمادہ ہوتا ہوں تو ضرور کوئی ایسی وجہ ہے، جس کے باعث میرے ہاتھ میں بندوق ہے۔

میرے مقابلے میں لڑنے والے اجرتی اہل کار بہت کم مادی وسائل کے حصول کے لیے صرف ملک کے دفاع کے نام پر برسرپیکار ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ملک کے تمام اختیارات جدید وسائل سے لیس امریکا کے پاس ہیں۔ افغان اہل کار ملک پر ناجائز قبضے کے دوام کے لیے صرف ملازم کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ میری جنگ ایمان کا تقاضا اور ملکی ذمہ داری ہے۔ ہمارے ملک پر استعماری قوتوں نے جارحیت کی ہے۔ میں کسی کونے میں آرام سے بیٹھ جاؤں تو یہ قرآنی ہدایات کے خلاف ہے۔ ہم مسلمان اور الٰہی قوانین کے فرمان بردار ہیں۔ ہم طاغوتی قوتوں کی سازشوں کو سمجھتے ہیں۔ ہمیں ان کے خوش نما نعروں سے ورغلایا نہیں جاسکتا۔

میری جدوجہد اور میرا جہاد خودمختاری کا معرکہ ہے۔ میں ملک پر استعماری قوتوں کے ناجائز قبضے کے خلاف برسرپیکار ہوں۔

میں ملک کی آزادی کے لیے مصروف ہوں۔ اگر مجھے مارا جاتا ہے تو میرا جرم صرف یہ ہے کہ میں اسلام اور ریاستی خودمختاری کی بات کرتا ہوں۔ میں ملک آزادی پر سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں قوم کے مستقبل سے نہیں کھیل سکتا۔ میں اس دھرتی کا وفادار بیٹا ہوں۔ اسلام کے نفاذ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ میں نے ہمیشہ طاغوت کا مقابلہ کیا ہے۔ ہر صدی میں حملہ آوروں کے خلاف لڑا ہوں۔ ان کے جبر، ناانصافی اور پروپیگنڈوں نے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری تلوار اور شجاعت کو وقت کی جہالت اور رجعت پسندی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ البتہ تاریخ نے مجھے ہیرو قرار دیا ہے۔ میرے نام سے خودمختاری اور آزادی کی یادگار تعمیر کی جاتی ہے۔

آج بھی اسی ناانصافی نے مجھے اپنوں اور دنیا کے سامنے ایک دہشت گرد کے طور پر پیش کیا ہے۔ اسلام اور ملک سے وفاداری اور قربانی کی قدر کرنے کے بجائے مجھے ڈانٹا جاتا ہے۔ مجھے دنیا کے سامنے قاتل کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے اور دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ جب مجھ پر امریکی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں سے بمباری ہوتی ہے اور میرے جسم کے اعضاء دور دور تک بکھر جاتے ہیں تو نام نہاد آزاد میڈیا میں خوشی کے شادیانے بجتے ہیں۔ ٹی وی اور ریڈیو پر میری شہادت کی خبر بڑے شدومد کے ساتھ فخریہ انداز میں بریکنگ نیوز کے طور پر چلائی جاتی ہے۔ جب کہ افغان فوجی بھی میرے لہولہان جسم کے ساتھ سیلفیاں لیتے ہیں۔ جب میرے سامنے افغان سپاہی آتا ہے اور قابض فوج کی خدمت میں لقمہ اجل بنتا ہے تو شور مچایا جاتا ہے کہ ایک وطن کے ایک فوجی کو قتل کر دیا گیا۔ افغان نے اپنے ہی افغان بھائی کو مار دیا ہے۔

باوجود یہ کہ مجھے بھی اس کے قتل پر افسوس اور دکھ ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری طرح اس کے مرنے سے بھی دس خاندانوں میں صفِ ماتم بچھ گئی ہوگی، جن کی سرپرستی اور یتیموں کی پرورش کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ میں کس مقصد کے لیے اور وہ کس غرض سے قربانی دیتا ہے؟ کیا اتنی بدترین جارحیت کے باوجود ہم حق اور باطل کی پہچان نہیں کر سکتے؟ کسی میں اتنی عقل نہیں کہ وہ ہم دونوں کے لڑنے کا مقصد سمجھ سکے؟!

دوستم کی ملک بدری اور واپسی!

عبید عزیز

چودہ ماہ کی جلاوطنی کے بعد کابل انتظامیہ کے نائب صدر اور گلم جم ملیشیا کے سابق سربراہ جنرل دوستم خصوصی مذاکرات کے نتیجے میں دوبارہ کابل پہنچا دیے گئے ہیں۔ ایک سال قبل دوستم ایک ازبک نوجوان کے ساتھ جنسی زیادتی کے جرم میں گرفتار کیے گئے تھے۔ بعد ازاں کابل انتظامیہ نے انہیں ایک خفیہ معاہدے کے تحت ترکی جلاوطن کر دیا تھا۔ اب وہ دوبارہ اس حال میں افغانستان واپس آئے ہیں کہ اُن پر جنسی زیادتی کے پرانے کیس برقرار ہیں۔ ازبک نوجوان ایشچی نے بہت عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے ہیں۔ اس کا کہنا ہے اگر عدالتوں سے مایوسی ہوئی تو میں بین الاقوامی عدالتِ انصاف میں اپنا کیس درج کروں گا۔

دوسری جانب جنرل دوستم کے ایک جنگجو کمانڈر نظام الدین قیصاری کو بھی رہا کیا جائے گا۔ قیصاری کے صوبہ فاریاب میں کئی سو جنگجو ہیں۔ وہ کابل انتظامیہ کے خلاف بغاوت کیس میں گرفتار کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اشرف غنی نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ وہ قیصاری کو جنگجو کمانڈروں سمیت قانون کے کٹھرے میں لائیں گے، لیکن یوں محسوس ہو رہا ہے کہ دوستم کے کابل پہنچنے کے ساتھ ہی قیصاری کو بھی رہا کر دیا جائے گا۔

سیاسی صورت حال پر نگاہ رکھنے والے مبصرین کے مطابق یہ سارا کھیل امریکا اپنے غلاموں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا، جب امریکا کی ضرورت یہ تھی کہ کٹھ پتلی کابل انتظامیہ میں سب کو شریک کیا جائے۔ اسی تناظر میں دوستم کو ان کے داغ دار ماضی کے باوجود اشرف غنی کا نائب مقرر کیا گیا۔ پھر ضرورت کے تحت ایشچی کے معاملے کے بعد انہیں ملک بدر کر کے ترکی بھیج دیا گیا۔ اب اُسی مجرم کو دودھ کا دُھلا ثابت کر کے نہایت پروٹوکول کے ساتھ افغانستان لایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کابل انتظامیہ امریکی مفاد کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتی۔ اگر ایسا نہیں تو کابل انتظامیہ اس بات کی وضاحت کرے کہ جنرل دوستم کو کن مقاصد کے تحت ملک بدر کر کے دوبارہ کس مقصد کے لیے لایا گیا ہے؟ نیز قیصاری کس لیے گرفتار کیے گئے اور دوبارہ کیوں رہا کیے جا رہے ہیں؟

روس و امریکا کے خلاف حقانی خاندان

احمد مختار

مرحوم جلال الدین حقانی صاحب عالمی سطح پر ان جہادی رہنماؤں میں تھے، جنہوں نے جارحیت پسندوں کے خلاف جنگ کے میدان میں سب سے بڑھ کر اپنی جان اور اپنے خاندان کے افراد کی قربانی دی۔ شہادت و سرفروشی میں تمام مجاہدین سے سبقت لے گئے۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں حقانی صاحب بذات خود مجاہدین سے آگے رہتے۔ جنگ کے خطِ اول پر موجود رہتے۔ ان کے پیچھے ان کے سگے بھائی ابراہیم حقانی، خلیل حقانی اور اسماعیل حقانی مورچے سنبھالے رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ اسماعیل حقانی 1990 میں دشمن کے خلاف براہ راست جنگ میں زخمی اور پھر شہید ہو گئے۔

خود مرحوم حقانی صاحب اپنے دشمن کے خلاف براہ راست جنگ میں چار مرتبہ اور ان کے دو بھائی حاجی ابراہیم اور حاجی خلیل زخمی ہو چکے ہیں۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ حقانی صاحب کی والدہ نے بھی شجاعت اور غیرت میں اعلی مقام حاصل کیا تھا۔ انہیں مجاہدین اور مہاجرین کے درمیان مجاہدین کی ماں کا لقب دیا گیا تھا۔ جب حقانی صاحب محاذ پر گئے تو وہ اپنے دیگر بیٹوں ابراہیم، خلیل اور اسماعیل (حقانی صاحب کے بھائیوں) کو مجبور کرتیں کہ حقانی صاحب کے ساتھ محاذ پر جائیں۔ ان کے ساتھ مل کر روسیوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوں۔

اسی طرح صلیبی جارحیت کے خلاف رواں جہاد میں خود حقانی صاحب پہلے بلند رتبہ جہادی رہنما تھے، جو 23 نومبر 2001 کو گردیز میں امریکی فوج کی فضائی بمباری میں زخمی ہو گئے۔ صلیبی جارحیت کے پہلے دن سے خود حقانی صاحب اور ان کے خاندان کے افراد، بیٹے، بھتیجے دشمن کے خلاف مقابلے کے لیے پہلی صف میں غیرت اور فداکاری سے لڑتے رہے۔ ان میں سے حقانی صاحب کے چار بیٹوں: عمر حقانی، محمد حقانی، بدرالدین حقانی اور نصیر الدین حقانی سمیت خاندان کے 75 افراد شہید ہو چکے ہیں۔ 50 کے قریب زخمی اور معذور، جب کہ ایک بیٹے انس حقانی سمیت خاندان کے درجنوں افراد اسیر ہیں۔

جو لوگ زندہ ہیں، وہ بھی سب امریکا کی بلیک لسٹ میں شامل ہیں۔ ہر ایک کے سر پر کئی ملین ڈالرز کے انعامات رکھے گئے ہیں۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حقانی خاندان معاصر جہاد میں عالمی سطح پر واحد ایسا خاندان ہے، جس کی تین نسلیں جہاد کے صفِ اول میں مجاہدین، شہداء، زخمی، اسیر اور عالمی سطح پر سامراجی فرعونوں کو مطلوب ہیں۔ وہ اس کے باوجود اسلام اور ملک کے دفاع کے لیے پہلی صف میں موجود ہیں۔ ان کے جہادی عزم اور ارادے میں کسی قسم کا تغیر اور تزلزل نہیں آیا۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ

(ابراهيم:27)

کابل انتظامیہ کی آخری ہچکیاں

محمد عابد

امریکا کچھ عرصہ پہلے اپنے غرور کی وجہ سے مذاکرات اور مفاہمت پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اسے اپنے غرور اور طاقت پر ناز تھا۔ امریکا کے اسی غرور کو دیکھتے ہوئے کابل انتظامیہ بھی دو قدم آگے بڑھی۔ اس نے دینی وملی اقدار کا احترام کیا اور نہ ہی اسے افغان باشندوں کے ملک وملت کی اقدار کے ساتھ غیر متزلزل ایمان وایقان کا ادراک تھا۔ اسے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ اب جب کہ امریکی غرور خاک میں مل کر افغان ملت کے عزم وہمت کے سامنے سرنگوں ہو گیا تو کابل انتظامیہ نے بھی کوششیں شروع کر دی ہیں کہ امریکی انخلا کے بعد بھی اس کی حیثیت برقرار رہے۔ یہی وجہ ہے افغانستان کے مختلف مقامات پر اندھی بمباری عروج پر ہے۔ کابل حکومت پکتیا، ننگرہار، غزنی، لوگر، خوست، قندھار، کاپیسا اور دیگر علاقوں میں مجاہدین کے خلاف جنگ میں شکست بعد عام لوگوں پر بمباری کر کے دکانیں اور گھر تباہ کرنے میں مصروف ہے۔ عوام کو بلاوجہ گرفتار کیا جا رہا ہے۔

ممکن ہے یہ سب امریکی اشارے پر اس لیے کیا جا رہا ہو کہ امریکا تو جا رہا ہے، لیکن آخری کوشش کے طور پر مجاہدین کو دباؤ میں لایا جائے۔ لیکن یہ سب کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوں گی۔ جب امریکا جیسا فرعون مجاہدین کو شکست نہیں دے سکا تو یہ دو ٹکے کے فوجی کیا کچھ کر سکیں گے؟ امریکا کی سترہ سالہ جنگ میں کابل انتظامیہ کے لیے عبرت کا کافی سامان ہے۔ بس دیدہ بینا کی ضرورت ہے۔

مجاہدین کی حالیہ کامیاب کارروائیوں کی وجہ سے ایک حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ گزشتہ سترہ سالوں میں افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس پر افغان عوام کسی قیمت پر راضی نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے سخت مشکلات ومصائب کے باوجود امارت اسلامیہ کی حمایت بغیر کسی دھونس ولالچ کے جاری رکھی۔ یہ اس لیے کہ یہ سرزمین مجاہدین کی ہے۔ انہیں علم ہے مجاہدین کے علاوہ کوئی بھی ان کے بنیادی حقوق کا محافظ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس حقیقت کو چھپانے کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی کوششیں اور پروپیگنڈے ہوتے رہے۔ لیکن اسے چھپایا نہیں جا سکا۔ بالآخر تمام غاصبوں نے یہ حقیقت تسلیم کر لی کہ اُس قوت پر کبھی فتح حاصل نہیں کی جا سکتی، جس کی عوام میں گہری جڑیں ہوں۔

اس لیے کابل انتظامیہ کو چاہیے وہ اس حساس موقع پر وحشت ودہشت پھیلانے کے بجائے حقیقت تسلیم کر کے اپنی غلطیوں کا بوجھ ریاست اور یہاں کے مظلوم مقہور عوام پر نہ ڈالے۔ اپنی غلطی تسلیم اور اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے امارت اسلامیہ کی دست وبازو بنے۔

بہادر حقانی کے قابل فخر کارنامے

حالیہ دنوں جہادی افق پر روشن علمی ستارے اور افغان مجاہد عوام کے دو طویل معرکوں کے دلیر رہنما مولوی جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کی وفات بلاشبہ امت مسلمہ کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالی حقانی صاحب کی تمام جہادی، دینی اور علمی خدمات قبول فرمائے اور ان کے کارنامے اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ حقانی صاحب نے سوویت یونین کے خلاف افغان عوام کے جہاد میں ہرَاول دستے کا کردار ادا کیا۔ سوویت یونین کو شکست دینے اور کمیونسٹ نظام کو زمین بوس کرنے میں ان کا نام سرفہرست ہے۔ جب امریکا نے افغانستان پر جارحیت کی حماقت کی تو حقانی صاحب نے ایک بار پھر علم جہاد بلند کیا اور امریکا اور اس کے اتحادیوں کے خلاف مجاہدین کو منظم کر کے مزاحمت شروع کی۔ جس جذبے اور ولولے کے ساتھ سوویت یونین کے خلاف جہاد کیا تھا، اسی جذبے کے تحت امریکا کے خلاف بھی جہاد کیا۔

حقانی صاحب نے امارت اسلامیہ کے زیر سایہ ملک کے جنوب اور دیگر علاقوں میں جہاد شروع کیا۔ افغان قوم میں جہاد اور قربانی کا جذبہ پیدا کیا۔ نوجوانوں میں نئے جوش وجذبے کے ساتھ آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے نئی روح پھونکی۔ انہوں نے امریکی جارحیت کے خلاف دلیری کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ امریکی اور نیٹو فوج کے خلاف قربانی کی نئی مثال قائم کی۔ مغرور امریکی فوج کے خلاف جس جذبے اور ولولے کے ساتھ مقابلہ کیا، اس پر تاریخ فخر کرے گی۔ ان کے رعب سے امریکی فوجیوں اور جرنیلوں نے اپنے اپنے چرچ میں خوف کی گھنٹیاں بجائیں۔ سرک میگزین کے کمیٹی نے حقانی صاحب کی جہادی خدمات، کارناموں اور قابل فخر کردار پر ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ جس میں بطور نمونہ امارت اسلامیہ کے برجستہ رہنماؤں اور مشہور لکھاریوں کی تحریریں، مقالے اور خصوصی مضامین شامل ہیں۔ قارئین کی دل چسپی کے لیے اہم واقعات اور تاریخی مواد اس میں شامل کیا گیا ہے۔

ہماری اس کاوش کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو حقانی صاحب رحمہ اللہ کے کارناموں اور جہادی خدمات سے روشناس کرائیں۔ ہماری نئی نسل اپنے ہیرو اور ان کے کارناموں سے آگاہی حاصل کرے۔ باطل صفوں میں کھڑے جعلی ہیروز کو بے نقاب کر کے خودساختہ جہادی رہنماؤں کے دعوے اور ان کا کردار بھی قوم کے سامنے رکھیں۔ جنہوں نے ملک و قوم کے مفاد کے خلاف امریکا کا ساتھ دیا۔ ہم اپنے قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ سرک میگزین کی خصوصی اشاعت کا مطالعہ کریں۔ امارت اسلامیہ کے سرکردہ رہنماؤں اور لکھاریوں کی نظر سے حقانی صاحب کو جاننے کی کوشش کریں۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالی حقانی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ انہیں جوار رحمت میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان اور پیروکاروں کو ان کے مشن پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

جنگی جرائم جولائی 2018

سید سعید

یکم جولائی 2018 کو حملہ آوروں نے صوبہ فاریاب کے ضلع خواجہ موسی کے علاقے غارتپہ کے ایک گاؤں پر بمباری کی، جس میں ایک بزرگ، ایک عورت اور دو بچے موقع پر شہید، جب کہ چار افراد زخمی ہوگئے۔ اسی دن قندوز کے ضلع چہار درہ کے علاقے قریہ یتیم میں قابض اور افغان فوج کی مشترکہ کارروائی میں سات افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ اسی طرح صوبہ فراہ کے ضلع بکوا کے علاقے اشکین میں امریکی طیاروں نے حاجی نور احمد صرافی کے بازار پر بمباری کی، جس میں دکانیں، پٹرول پمپ اور دیگر قیمتی اشیاء تباہ ہوگیا۔ علاوہ ازیں صوبہ بادغیس کے ضلع جوند کے علاقے نہال بست میں امریکی فضائیہ نے ایک مسجد پر حملہ کیا، جس میں مسجد سمیت اس میں موجود ایک طالب عمل شہید ہوگئے۔

2جولائی کو صوبہ لوگر کے ضلع پل علم کے علاقے علیزوں میں قابض اور اجرتی فوج نے چھاپہ مارا۔ اس کے بعد علاقے پر بمباری کی گئی، جس میں بیس سے زائد افراد شہید اور زخمی ہوئے، جب کہ ایک مسجد بھی شہید ہوگئی۔ اسی دن صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے علاقے شبار میں پولیس نے حافظ جمیل الرحمن کو شہید کردیا۔ صوبہ غور کے ضلع دولینہ کے علاقے قیصارک پر امریکی طیاروں کی بمباری کے نتیجے میں تین افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ غور کے کے ضلع شہرک کے علاقے دھن مرقہ میں امریکی طیاروں کی وحشیانہ بمباری سے متعدد دکانیں تباہ ہوگئیں۔ عوام کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان پہنچا۔

3جولائی کو قندوز کے ضلع چہار درہ کے علاقے قریہ یتیم پر امریکی طیاروں کی وحشیانہ بمباری سے ایک مدرسے کو جزوی طور پر نقصان پہنچا اور ایک بے گناہ شخص شہید ہوگیا۔ اگلے دن صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے دیوال سرخ اور رنج گاؤں کے درمیان امریکی ڈرون حملے میں ایک شخص شہید ہوگیا۔ جب کہ 4 جولائی کو صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغی کے علاقے زرغون شہر میں قابض اور اجرتی فوج نے مشترکہ کارروائی کے تحت چھاپہ مارا۔ گھر گھر تلاشی کے دوران دروازے توڑ دیے۔ قیمتی سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد ایک مدرسے پر بمباری کی، لوگوں پر تشدد کیا گیا۔ جس سے مدرسے کو کافی نقصان پہنچا۔

5جولائی کو صوبہ اروزگان کے ضلع چہار چینو کے علاقے دکشی میں امریکی اور افغان فوج نے ایک کلینک پر چھاپہ مارا۔ کلینک میں موجود 9 مریضوں، اور طبّی عملے کو شہید کردیا۔ جب کہ وہاں موجود گاڑیوں کو آگ لگادی۔ اگلے روز کٹھ پتلی فوج نے فاریاب کے ضلع خواجہ سبز پوش میں اندھادھند فائرنگ سے ایک خاندان کے دس افراد زخمی ہوگئے۔ جب کہ 6 جولائی کو صوبہ فاریاب کے ضلع لولاش کے علاقے ملاعارفی میں امریکی اور افغان طیاروں کی بمباری سے متعدد گھروں اور ایک مسجد کو نقصان پہنچا۔ اسی طرح غزنی کے ضلع گیلان کے علاقے شینکی میں پولیس فائرنگ سے چھ معصوم بچے شہید اور زخمی ہوگئے۔

7جولائی کو صوبہ خوست کے ضلع باک کے علاقے پہلوان خیل میں حاجی بادشاہ گل کے گھر پر کمانڈوز نے چھاپہ مارا۔ اس خاندان کے 5 افراد 'مولوی محمد شاہ خان، مولوی محمد گل محمدی، حاجی لونگ گل، قاضی رحمن اور اکبر رحمن' کو شہید کردیا گیا۔ اسی دن صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے مملی قیوم خیل میں قابض اور اجرتی فوج نے چھاپہ مارا۔ گھر گھر تلاشی کے دوران ایک خاندان کے تین افراد کو شہید کردیا، جب کہ دو افراد کو گرفتار کیا گیا۔ جب کہ صوبہ بلخ کے ضلع چمتال کے علاقے سفید مسجد میں امریکی اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ تلاشی کے دوران گھروں کے دروازے توڑ دیے۔ مقامی لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ تین افراد کو شہید کردیا اور پانچ افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ ایک اور خبر کے مطابق اسی ضلع کے ہوتک گاؤں پر امریکی طیاروں کی بمباری میں چھ افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ اسی طرح ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے نہر سراج کے علاقے وزیر مانده میں فوج کی گولہ باری سے دو معصوم بچے شہید اور ایک خاتون زخمی ہوگئی۔ جب کہ غور کے ضلع چہار سدہ کے علاقے ملمنج میں لیویز اہل کاروں نے ایک خاتون کو شہید اور دو بچوں کو زخمی کر دیا۔

8جولائی کو صوبہ زابل کے صدر مقام کے قریب ملایان گاؤں میں طالبان اور قابض فوج کے درمیان جھڑپوں کے بعد حملہ آوروں نے بمباری کر کے 8 گھر اور ایک دینی مدرسہ تباہ کر دیا۔ اس میں دو افراد شہید ہوئے۔ اگلے دن صوبہ ننگرہار کے

ضلع حصارک کے علاقے سرندو میں قابض اور اجرتی فوج کی بمباری میں 8 افراد شہید اور پانچ زخمی ہوگئے۔

10 جولائی کو صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک کے علاقے ملکان میں امریکی اور افغان فوج کی بمباری سے ایک مسجد اور دو افراد شہید ہوگئے۔ جب کہ 12 جولائی کو صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے علاقے شمولزئی میں حاجی خاص دار کے گھر پر امریکی فضائیہ نے حملہ کیا، جس میں اس خاندان کے 15 افراد خواتین اور بچوں سمیت شہید ہوگئے۔ حملے کے بعد مقامی لوگ لاشوں کو ملبے سے نکالنے لگے تو ان پر دوبارہ بمباری کی گئی۔ جس سے مزید بیس افراد شہید ہوگئے۔ اسی دن حملہ آوروں نے صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے مملی پر حملہ کیا۔ پہلے مرحلے میں متعدد دکانیں لوٹ لیں۔ اس کے بعد پٹرول پمپ ایک مسجد اور متعدد دکانوں کو آگ لگادی۔ جب کہ چوکی داروں سمیت 13 افراد کو شہید اور زخمی کر دیا۔ جب کہ صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے علاقے اخندزادگان پر امریکی اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ چھاپے میں ایک مشہور عالم دین مولوی شفیع اللہ کو شہید اور دو افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

13 جولائی کو صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے علاقے جلدک میں حملہ آوروں اور افغان فوج نے مشترکہ کارروائی کے دوران تین افراد کو شہید اور دو کو زخمی کر دیا۔ جب کہ ایک مدرسے کو بھی نقصان پہنچایا۔ اگلے روز صوبہ بدخشان کے ضلع جرم کے علاقے فرغامیرو میں پولیس کی فائرنگ سے تین افراد شہید اور پانچ افراد زخمی ہوگئے۔ جب کہ صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے زویہ میں قابض اور اجرتی فوج کی کارروائی میں پانچ شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔

17 جولائی کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کے علاقے تودنک میں جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فوج نے ایک مدرسے پر بمباری کر کے مدرسے کے اکثر کمرے منہدم اور کتابیں جلا دیں۔ جب کہ 19 جولائی کو قندوز کے ضلع چہاردرہ کے علاقے خلازئی میں امریکی طیاروں نے بمباری کی، جس میں خواتین اور معصوم بچوں سمیت 8 افراد شہید اور متعدد افراد زخمی ہوگئے۔ سرکاری حکام نے بھی بمباری کی تصدیق کی۔

21 جولائی کو صوبہ غزنی کے ضلع ناوہ کے علاقے محمد خیل اور خواجہ خیل گاؤں پر جارحیت پسندوں اور داخلی قوتوں نے چھاپہ مارا، جس میں تین شہری شہید ہوگئے۔ جب کہ 24 جولائی کو ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے نکڑ خیل میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران ایک گھر کو تباہ کر دیا، جس میں چار شہری بھی شہید ہوگئے۔ اسی طرح صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے علاقے کمال خیل میں قابض امریکی اور اجرتی فوج نے مشترکہ کارروائی میں مشہور دینی مدرسے 'الجامعہ نور المدارس الفاروقیہ' پر چھاپہ مارا۔ پینتالیس طالب علموں کو حراست میں لے لیا۔ کلاس رومز اور رہائش کے کمروں کو تباہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد کمال خیل بازار میں تین چوکی داروں کو بھی شہید کر دیا۔ جب کہ پانچ افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ اس کے علاوہ متعدد دکانوں اور گاڑیوں کو بھی آگ لگادی گئی۔

25 جولائی کو صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے علاقے سیدان میں جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران ایک مسجد کو شہید اور ایک گھر کو تباہ کر دیا۔ اسی دن اروزگان کے صوبائی دارالحکومت ترین کوٹ کے قریب درویشان سجاول کے علاقے میں حملہ آوروں اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ 6 شہریوں کو شہید اور تین بچوں کو زخمی کر دیا۔ جب کہ 26 جولائی کو صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے علاقے کیرتاکی، خاشہ بازار اور ڈاگو میں طالبان اور قابض فوج کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں، جن کے بعد جارحیت پسندوں نے گولہ باری کی اور ایک خاندان کے پانچ افراد کو شہید اور زخمی کر دیا۔

27 جولائی کو صوبہ اروزگان کے صدر مقام کے قریب درویشان اور سجاول کے علاقے میں امریکی ڈرون حملے میں دو افراد شہید ہوگئے۔ اسی دن صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے علاقے اخندزادہ صاحب جمپ میں پولیس کی فائرنگ سے تین افراد شہید اور ایک زخمی ہوگیا۔ جب کہ صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے علاقے پشکڑی میں قابض فوج کے ڈرون حملے میں تین افراد شہید ہوگئے۔

29 جولائی کو صوبہ فاریاب کے ضلع چملگزئی کے علاقے قلعہ ہزار میں پولیس کی فائرنگ سے دس خواتین اور بچے شہید اور زخمی ہوگئے۔ اسی طرح فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے علاقے تورتکول میں فوج کی گولہ باری کے نتیجے میں چار شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔ جب کہ حملہ آوروں اور کٹھ پتلی فوج نے قندھار کے ضلع میوند کے علاقے شہیدان ترگل زمان بازار میں چھاپے کے دوران 16 شہریوں کو شہید کر دیا۔ جب کہ متعدد افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ اس کے علاوہ بڑے پیمانے پر مقامی لوگوں کو مالی نقصان بھی پہنچایا ہے۔ اسی طرح صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغی کے علاقے زرغون شہر میں امریکی حملہ آوروں نے طالبان کے ساتھ جھڑپوں کے بعد بمباری کر کے 6 نہتے شہری شہید اور دو افراد زخمی کر دیے۔ اسی دن صوبہ بلخ کے ضلع چہار بولک کے علاقے جوئی شور میں قابض اور اجرتی فوج چھاپے کے دوران 10 افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئی۔

30 جولائی کو ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے علاقے شیر گڑھ میں حملہ آوروں اور اجرتی فوج نے مشترکہ کارروائی کے دوران 6 افراد کو شہید اور چار کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن صوبہ فراہ کے دارالحکومت کے قریب گنگان نامی علاقے میں پولیس کی فائرنگ سے چار افراد زخمی ہوگئے۔ جب کہ قندوز کے ضلع خان آباد کے علاقے ایشانتوب میں امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے ایک دینی مدرسے فیض القران پر چھاپہ مارا۔ چھاپے کے دوران مدرسے کے دروازے توڑ دیے اور آخر میں مدرسے کے مہتمم اور ایک استاد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔

ذرائع: بی بی سی۔ آزادی ریڈیو۔ افغان اسلامک پریس۔ پژواک۔ خبریال۔ لراو بر۔ نن ڈاٹ ایشیا اور دیگر ویب سائٹس

افغانستان ستمبر 2018 میں

احمد فارسی

یہ رپورٹ صرف ان واقعات و نقصانات پر مشتمل ہے۔ جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار دیکھنے کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔ مجاہدین نے ماہ ستمبر میں بھی گزشتہ مہینوں کی طرح اہم فتوحات اور کامیابیاں حاصل کیں۔ اس دوران کئی اضلاع اور وسیع علاقوں سے دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ ستمبر قابض دشمن کے لیے بھی مہلک ثابت ہوا۔

قابض دشمن کا جانی نقصان:

ستمبر میں مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں کے نتیجے میں قابض دشمن کے متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ 3 ستمبر کو صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغا میں کم از کم 2 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ اسی دن حملہ آوروں نے یہ تسلیم کیا کہ افغانستان کے مشرق میں ایک حملے میں ایک فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوا ہے۔ مجاہدین نے 12 ستمبر کو ایک بار پھر لوگر کے دارالحکومت میں 2 امریکی فوجیوں کو ہلاک اور 3 کو زخمی کر دیا۔ 29 ستمبر کو صوبہ قندوز کے ضلع چہار درہ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں دو امریکی فوجی ہلاک، جب کہ باقی فرار ہوگئے۔ اگلے دن ہلمند کے ضلع گریشک میں بھی ایک قابض فوجی ہلاک ہوا۔ ان تمام واقعات میں قابض دشمن کو بھاری جانی نقصان ہوا۔ تاہم اس نے حسب سابق صرف دو فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ رواں سال 2018 میں دشمن کے اعتراف کے مطابق قابض فوجیوں کی ہلاکتوں کی تعداد 10 تک ہوگئی ہے، جو اصل تعداد سے کئی گنا کم ہے۔

کٹھ پتلی دشمن کا جانی نقصان:

جس طرح قابض دشمن اپنے فوجیوں کی بڑھتی ہلاکتوں کے بارے فکر مند ہے۔ اسی طرح کابل انتظامیہ کو بھی اجرتی فوج کی ہلاکتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا سامنا ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ بڑھتی ہلاکتوں کو کس طرح کم کیا جاسکتا ہے! امارت اسلامیہ کے مقاصد میں کابل انتظامیہ کے ساتھ جنگ اور اجرتی فوج کو نشانہ بنانا شامل نہیں ہے، بلکہ افغان فوج استعماری قوتوں کے دفاع میں نشانہ بن رہی ہے۔ کابل وزارت دفاع نے 23 ستمبر کو اعتراف کیا کہ گزشتہ ایک ماہ کے دوران 513 فوجی ہلاک اور 718 فوجی زخمی ہوئے ہیں۔ یکم ستمبر کو صوبہ فاریاب کے گورنر نے کہا کہ وہ مزید حقائق چھپانا نہیں چاہتے۔ فوج کی ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ فاریاب میں فوج کی تعداد کے جو اعداد و شمار بتائے جا رہے ہیں، وہ خیالی ہیں۔ اتنی تعداد میں یہاں اہل کار موجود ہی نہیں ہیں۔ دشمن کی ہلاکتوں کے بلند گراف سے پتا چلتا ہے کہ گزشتہ ماہ کابل انتظامیہ کے دیگر اہم اور سینئر اہل کار ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہاں صرف چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔

3 ستمبر کو کابل میں پارلیمنٹ کے لیے ایک نامزد امیدوار مارا گیا۔ 5 ستمبر کو بادغیس کے ضلع مقر میں پولیس چیف کو قتل کر دیا گیا۔ 10 ستمبر کو صوبہ بلخ میں پاسپورٹ دفتر میں آفیسر کو نشانہ بنایا گیا۔ ایک دن بعد کابل میں غزنی کا ایک افسر مارا گیا۔ 15 ستمبر کو فراہ میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا۔ اس میں ایک کرنل سمیت 5 حملہ آور ہلاک ہوئے۔ اسی دن قندھار شہر میں صوبہ زابل کے ضلع شملزو کا گورنر ہلاک ہوگیا۔ 17 ستمبر کو بادغیس کے مرکز میں پولیس کمانڈر مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ہلاک ہوگیا۔ ایک دن بعد بلخ کے ضلع چہار بولک میں ایک رابطہ کار مجاہد نے 2 کمانڈروں سمیت 10 اہل کاروں کو ہلاک کر دیا۔ 19 ستمبر کو قندوز کے ضلع قلعہ زال میں پولیس چیف مارا گیا۔ 25 ستمبر کو قندھار میں نامعلوم افراد نے نامزد امیدوار پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

دشمن کے مالی نقصانات:

پچھلے ماہ دشمن کو مالی طور پر بھی بڑا نقصان پہنچا ہے۔ مشترکہ دشمن کے مالی نقصانات کا تخمینہ حد سے گزر گیا ہے۔ مجاہدین کی مسلسل فتوحات، وسائل اور ہتھیاروں کی غنیمت اور دشمن کے فوجی اڈے اور مراکز کو تباہ کرنے جیسے اقدامات سے دشمن بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ یکم ستمبر کو دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر صوبہ بلخ کے شاہین کور بیس میں مار گرایا گیا۔ 15 ستمبر کو ایک اور ہیلی کاپٹر صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید میں مار گرایا گیا۔ اسی طرح 29 ستمبر کو لوگر کے دارالحکومت کے مضافات میں ایک ڈرون طیارہ مار گرایا گیا۔ اس کے بعد پروان کے ضلع کوہ صافی میں افغان فوج کا ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا۔

کابل انتظامیہ سے علیحدگی امارت میں شمولیت:

امارت اسلامیہ کے جلب و جذب کمیشن کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ ماہ کابل حکومت میں کام کرنے والے 900 اہل کار کٹھ پتلی حکومت سے الگ ہو کر امارت

اسلامیہ میں شامل ہوگئے۔اس سلسلے میں 3 ستمبر کو صوبہ غور کے ضلع دولت یار میں کم از کم 50 حکومت نواز اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ 4 ستمبر کو صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد میں 15 پولیس اہل کاروں نے ہتھیار ڈال دیے۔ اسی طرح مختلف صوبوں میں سیکڑوں اہل کاروں نے ہتھیار ڈال کر مجاہدین کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

مشترکہ دشمن کا شہریوں کو نشانہ بنایا:

بے رحم قابض دشمن اور کرائے کے قاتلوں نے ستمبر میں بھی نہتے اور مظلوم شہریوں پر بہیمانہ تشدد کا سلسلہ جاری رکھا۔ 4 ستمبر کو میڈیا کی خبر کے مطابق صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد میں فوج کی گولہ باری کے نتیجے میں 3 بچوں سمیت چار افراد شہید ہوگئے۔ 18 ستمبر کو قندھار کے ضلع خوگیانو میں حملہ آوروں اور اجرتی فوج کے مشترکہ چھاپے میں 16 شہری شہید ہوگئے۔ 19 ستمبر کو اروزگان میں نیشنل آرمی نے مارٹر فائر کیا، جس میں 6 بچوں سمیت 7 افراد شہید ہوگئے۔ 20 ستمبر کو پکتیکا کے ضلع وڑممی میں ایک خاندان کے 8 افراد شہید ہوگئے۔اس کے علاوہ ننگرہار کے ضلع شیر زاد میں قابض دشمن نے ایک ڈاکٹر سمیت 16 عام شہریوں اور پکتیا کے ضلع چمکنی میں خواتین اور بچوں سمیت 13 افراد کو شہید کر دیا۔ 22 ستمبر کو افغان فوج نے صوبہ لغمان کے ضلع باد پیش میں 22 مظلوم شہریوں کو نشانہ بنایا۔ 24 ستمبر کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں حملہ آوروں نے شادی کی تقریب پر بمباری کی۔ جس میں 9 افراد شہید ہوگئے۔اسی دن صوبہ میدان وردگ کے ضلع چغتو میں حملہ آوروں اور اجرتی فوج کی مشترکہ کارروائی میں 14 شہری شہید ہوگئے۔ 25 ستمبر کو قابض فوج کی بمباری میں چار شہری شہید ہوگئے۔

الخندق آپریشن:

ستمبر میں بھی الخندق آپریشن کی کامیابیوں کا سلسلہ جاری تھا۔اس سلسلے میں 3 ستمبر کو صوبہ بلخ کا ضلع چاہی مجاہدین کی ایک کامیاب کارروائی میں فتح ہوگیا۔4 ستمبر کو صوبہ پکتیا کا ضلع جانی خیل فتح ہوگیا۔اسی طرح 5 ستمبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں ایک بیس فتح کیا گیا۔ مجاہدین نے 9 ستمبر کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع دائی مردار پر سفید پرچم لہرا دیا۔ 10 ستمبر کو صوبہ جوزجان کے ضلع خم آب فتح ہوا۔اسی روز صوبہ سرپل کے دارالحکومت میں شدید جھڑپوں کے بعد مجاہدین نے 8 چیک پوسٹوں پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ 12 ستمبر کو غزنی کے ضلع مقر میں ایک بڑا بیس فتح اور درجنوں اہل کار مارے گئے۔ 14 ستمبر کو صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید میں مجاہدین نے دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ اس میں کرنل سمیت 5 فوجی ہلاک ہوئے۔ 20 ستمبر کو غزنی کا ضلع آب بند فتح ہوگیا۔

کابل انتظامیہ کے باہمی اختلافات:

اگرچہ کابل انتظامیہ میں اختلافات اور تنازعات کوئی نئی بات نہیں، تاہم یکم ستمبر کو جورنال اسٹریٹ اخبار نے لکھا کہ یہ بیماری اب سینئر امریکی حکام تک پہنچ گئی ہے اور افغان جنگ کے بارے ان میں شدید اختلافات موجود ہیں۔ اس لیے افغانستان بارے ان میں سے ہر ایک علیحدہ خیالات کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں 9 ستمبر کو نیویارک ٹائمز نے لکھا تھا: 'امریکا افغان جنگ بارے اپنے عوام سے جھوٹ بول رہا ہے۔'

3 ستمبر کو سلامتی کونسل کے سربراہ نے شدید اختلافات کی بنیاد پر حکومت پر تنقید کرنے کے بعد استعفا دے دیا۔ بعدازاں اشرف غنی نے کئی سفیروں اور وزیر خارجہ کے چند اعلی حکام کو برطرف کر دیا۔ بھارت میں افغان سفیر نے تب استعفی دیا، جب اشرف غنی بھارت کا دورہ کر رہے تھے۔

سکیورٹی معاہدے پر نظر ثانی کا مطالبہ:

جب غلاموں اور آقاؤں کے درمیان سکیورٹی معاہدے کے نام پر افغانستان نیلام کیا جا رہا تھا تو چند سال بعد 10 ستمبر کو پارلیمنٹ نے کابل انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ اس معاہدے کا دوبارہ جائزہ لیا جائے۔ دوسری جانب سکیورٹی معاہدے کے وقت کچھ لوگ دھمکی دے رہے تھے اگر کہ سکیورٹی معاہدہ نہ کیا گیا تو وہ افغانستان چھوڑنے کا اعلان کریں گے۔ انہوں نے حال ہی میں کابل میں ایک کانفرنس کے دوران مطالبہ کیا کہ وہ سکیورٹی معاہدے پر نظر ثانی کرے۔

نیا تجربہ:

آزاد افغان عوام اور دنیا جانتی ہے کہ حملہ آوروں نے افغانستان کو تجربہ گاہ بنا رکھا ہے۔ انہوں نے تمام لیزر اور کیمیائی ہتھیاروں کے یہاں تجربے کیے۔ امریکا نے گزشتہ سال مادر بم ننگرہار میں گرایا۔ تین روز قبل ایف 35 طیارے کا پہلی بار فاریاب میں تجربہ کیا گیا، جس میں خواتین اور بچے شہید ہوگئے تھے۔

ایک اہم رہنما کی موت کی خبر:

ستمبر میں ہونے والے واقعات میں ایک بڑی خبر جہاد کے عظیم رہنما مولوی جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کی تھی۔ موصوف نے افغانستان کی آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی علمی، جہادی اور سماجی خدمات رہتی دنیا تک باقی رہیں گی۔ ان کی شخصیت اور خدمات پر پوری قوم فخر کرے گی۔ وہ افغانستان کی تاریخ میں ایک روشن باب بن چکے ہیں۔

ماہ ذی الحجہ میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندھار	66				171	81	62	2	7	
-2	ھلمند	169				317	206	45	9	18	
-3	زابل	31				80	52	7	1	1	
-4	روزگان	17				114	65	9	2	5	
-5	فراہ	41				80	32	4	2	6	
-6	غور	8				10	15	0	1	4	
-7	ہرات	26				50	57	9	1	0	
-8	نیمروز	13				18	29	9	1	4	
-9	بادغیس	20				21	19	2	3	2	
-10	فاریاب	39				109	68	26	2	7	
-11	کونڑ	25		2		20	13	7	0	0	
-12	ننگرہار	23				38	49	7	18	13	
-13	لغمان	3				5	4	1	0	0	
-14	نورستان	4				6	0	0	0	0	
-15	کابل	27				20	18	9	0	0	
-16	میدان ورگ	44		10	2	174	25	36	9	16	
-17	غزنی	28				91	35	31	1	0	
-18	خوست	20				30	23	1	0	0	
-19	لوگر	39		2		60	27	19	0	0	
-20	کاپیسا	6				5	0	0	0	0	
-21	پروان	18				16	17	5	0	0	
-22	پکتیکا	19				32	20	5	0	0	
-23	پکتیا	40				83	57	9	2	0	
-24	قندوز	12				15	10	1	0	2	
-25	بغلان	19				172	63	8	1	2	
-26	تخار	8				46	25	6	0	1	
-27	سمنگان	2				5	11	0	0	0	
-28	بدخشان	9				6	12	0	0	1	
-29	بامیان										
-30	بلخ	20				35	34	4	2	2	
-31	جوزجان	9				28	6	0	1	0	
-32	دای کنڈی										
-33	سرپل	9				18	14	1	0	0	
-34	پنج شیر										
مجموعہ		814		14	2	1875	1087	323	58	91	

54-10
54-10

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

7th Year September 2018

فتح کی صبح کی وہ سنہری کرنیں...

جو دلوں کو شاد کرتی ہیں، وہ چمکنے والی ہیں!

یہ سرزمین اسلام کی ہے۔ جس زمین پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا جائے، وہ تاقیامت 'سرزمین اسلام' ہی رہتی ہے۔ ایسی جگہوں پر کفار کے لیے ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔